مواعظِ اختر نمبر ۷۰

گناہ کی (۲) دو علامات

بزبانِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: گناہ کی دو علامات بزبان نبوت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نام واعِظ: شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نوراللہ مرقدہٗ

تاریخِ وعظ: یکم شوال ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۷؍اپریل ۱۹۹۰ء بروز جمعہ

۱۰ مئی ۱۹۹۳ء بعد مغرب، ۱۲ مئی ۱۹۹۳ء بعد عشاء

مقام: مسجد اشرف وخانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال کراچی

موضوع: حاصل حیات، گناہ کی علامت، دینی طلباء کو اہم نصیحتیں

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم

خادم خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعت اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: ادارہ تالیفات اختریہ

بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی



فہرست

عنوانات | **صفحہ نمبر**

طلبہ کرام کو اہم نصائح

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گناہ کی دو علامات بزبان نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ ○

(سورۃ الحجر: آیۃ ۹۹)

قضائے عمری کو ظاہر کر کے مت پڑھو

میں نے جس آیت کی تلاوت کی اس کے بارے میں کچھ عرض کرنے سے پہلے کچھ مسائل عرض کرتا ہوں کہ عید کی نماز خواہ مسجد میں ہو یا عید گاہ میں ہو، عید کی نماز سے پہلے اور عید کی نماز کے بعد بھی کسی قسم کے نفل جائز نہیں البتہ جب انسان اپنے گھر پہنچ جائے تو گھر میں نفل پڑھ سکتا ہے:

((کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُفْطِرُ یَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ اَنْ یَّخْرُجَ وَ کَانَ لَا یُصَلِّیْ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ))

(مسند احمد: مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ؛ ج۱۷ ص ۳۲۳)

شریعت نے عید گاہ کی حرمت اور اس کا تقدس اور عید کے دن کی حرمت کا حق رکھا کہ عید سے پہلے تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو، صلوٰۃ الحاجت، صلوٰۃ التوبہ کسی قسم کی نفل نماز جائز نہیں ہے، ایسے ہی عید کی نماز ہو جانے کے بعد بھی نہ عید گاہ میں نہ مسجد میں کوئی نفل نماز جائز ہے۔ اب کسی کی اگر فجر قضا ہو گئی ہو تو قضا نماز کو اپنے گھر میں پڑھنا چاہئے کیونکہ نماز قضا کرنا بھی گناہ ہے اور اس گناہ کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے، گناہ کو چھپانا اور اپنے اوپر گواہ نہ بنانے کا حکم ہے۔ لہٰذا قضائے عمری ہو یا اس دن کی فجر کی نماز قضا ہو اس کو چھپ کر اپنے گھر میں پڑھنا چاہئے، جب سب کے سامنے قضا نماز پڑھے گا تو سب کو شک

ہو جائے گا کہ معلوم ہوتا ہے اس نے فجر کی نماز قضا کردی۔ اس لئے قضائے عمری کا بھی یہی حکم ہے کہ جن نمازوں کے بعد کوئی نفل جائز نہیں جیسے فجر کے بعد یا عصر کے بعد تو فجر اور عصر کے بعد قضائے عمری بھی جائز نہیں اِلّا اپنے گھر میں چھپ کر پڑھے کیونکہ اگر مسجد میں پڑھے گا تو سب سمجھ جائیں گے کہ عصر کے بعد تو نفل ہوتے ہی نہیں، عصر کے بعد تو نفل منع ہیں، بخاری شریف کی حدیث ہے اور اس کے راوی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں:

((مَا رَأَيْنَاهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيهَا وَلَقَدْ نَهٰى عَنْهُمَا يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)، کتاب مواقیت الصلوۃ، ج۱ص۸۳)

عصر کے بعد سنت یا نفل نماز جائز نہیں ہے تو جب انسان عصر کے بعد قضائے عمری ادا کرے گا تو لوگ یہی سمجھیں گے کہ شاید اس نے اپنی نمازیں قضا کی ہیں۔ تو نماز قضا کرنا بھی گناہ ہے اور اس کا ظاہر کرنا بھی گناہ ہے، اپنے گناہوں پر گواہ اور شہادت فراہم نہیں کرنا چاہئے۔ یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں کہ اگر وتر کی قضا پڑھ رہا ہے تو وتر میں دعاء قنوت کے لئے ہاتھ بھی نہ اٹھائے، وہیں سے اللہ اکبر کہہ کر دعا قنوت پڑھ لے کیونکہ ہاتھ اٹھانے سے سب سمجھ جائیں گے کہ ابھی تو اس نے آج کی عشاء کے وتر پڑھے ہیں تو یہ دوبارہ وتر کیوں پڑھ رہا ہے؟

نمازِ عید کے بعد معانقہ نہیں کرنا چاہئے

دوسری بات یہ بتانی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں عید گاہ کے اندر آپس میں معانقہ کرنے کا رواج نہیں تھا، یہ سنت سے ثابت نہیں ہے۔ مصافحہ و معانقہ بوقت ملاقات مسنون ہے، عید کی مبارکبادی زبان سے دینا مستحب ہے (تَقَبَّلَ اللهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ، ان الفاظ

سے مبارکباد دے دی جائے)۔ یہ روافض کا طریقہ ہے اس لئے بھی احتراز کرنا چاہئے۔(فتاویٰ رحیمیہ: کتاب الحظر والاباحۃ؛ ج۱۰ص ۱۲۵)۔ محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے تو مشکوٰۃ کی شرح میں لکھا ہے کہ نماز کے فوراً بعد مصافحہ کرنا بھی مکروہ ہے۔ مسجدِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ایک صاحب نے نماز کے بعد مجھ سے مصافحہ کیا تو میں نے اس کو عربی میں بتایا، عبارت پڑھ دی کہ اَلْمُصَافَحَةُ تَكْرَهُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ تو انہوں نے مجھ کو جزاک اللہ کہا۔ جب مسلمان کہیں دور سے آئے تو اس وقت مصافحہ و معانقہ سنت ہے، ابھی یہیں سب ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اور نماز کے بعد اچانک سلام اور مصافحہ شروع کر دیا، یہ صحیح نہیں ہے۔

معانقہ ومصافحہ کرتے وقت زور سے دبانا جائز نہیں

اور بعض علاقوں میں معانقہ کرتے وقت اتنے زور سے دباتے ہیں کہ چھوڑنے کے بعد روح قبض ہو جاتی ہے، مجھے بھی ایک شخص نے اتنی زور سے دبایا کہ اگر میں اس سے جان نہ چھڑاتا تو میری پسلی ٹوٹ جاتی۔ یہ کون سی محبت ہے؟ معانقہ تو صرف سنت ہے اور جان لینا حرام ہے، سنت ادا کرنے کے لئے کسی مسلمان کو اتنی زور سے دبانا حرام ہے۔ اسی طرح بعض لوگ مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھ کو زور سے دباتے ہیں، اس طرح زور سے دبانا جس سے تکلیف ہو، جائز نہیں۔ پشاور کے ایک بزرگ مولانا شاہ فقیر محمد صاحب دامت برکاتہم جو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں یہاں میری مسجد میں آئے تھے، کسی نے ان سے ایسے زور سے مصافحہ کیا کہ ایک ہفتہ تک ان کے ہاتھ میں درد رہا۔ جب میں ان سے ملنے گیا تو انہوں نے شکایت کی کہ اب میں تمہاری مسجد میں نہیں آؤں گا، تم نے کیا تربیت کی ہے؟ تمہارے مرید نے ایسے زور سے مصافحہ کیا کہ سات روز سے درد ہو رہا ہے۔

تصوف کا حاصل

اس لئے عرض کرتا ہوں کہ سب سے بڑی چیز جو تمام تصوف کا حاصل ہے، یہ ہے کہ کسی مسلمان کو تمہاری ذات سے کوئی تکلیف نہ پہنچے، ابرار اور نیک لوگوں کی یہی تعریف کی گئی ہے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کی شرح عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ابرار کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ابرار یعنی نیک بندے کون ہیں؟ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جلیل القدر تابعی ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اور امت کی ماں ہیں، ان کے یہاں خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ملازمت کرتی تھیں۔ جھاڑو، برتن، سودا سلف لانا وغیرہ۔ تو جس کی ماں پیغمبروں کے سردار، سید الانبیاء حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ملازمت کرتی ہو وہ کیسا قسمت والا بچہ ہوگا؟ اور جب خواجہ حسن بصری پیدا ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا، ان کی والدہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اے امیر المومنین! یہ حسن بصری میرا بچہ ہے، آپ اس کی سنتِ تحنیک کر دیجئے۔ تحنیک کہتے ہیں کہ کھجور یا کسی میٹھی چیز کو چبا کے چھوٹے بچہ کے تالو میں لگا دے۔ تو آپ نے کھجور اپنے لعابِ دہن میں حل کیا اور خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے منہ میں اس کو لگا دیا۔ محدثین اور علماء لکھتے ہیں کہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو علومِ حدیث اور تصوف میں جو کمال حاصل ہوا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسی لعابِ مبارک کی برکت سے ہوا اور اُس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو دو دعائیں دیں اَللّٰھُمَّ فَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ وَحَبِّبْهُ اِلَی النَّاسِ اے اللہ! حسن بصری کو دین کا بہت بڑا عالم بنا دے اور لوگوں میں، اپنے بندوں میں اس کو محبوب کر دے۔ کوئی شخص کتنا ہی بڑا عالم ہو اگر لوگوں کے دلوں میں اس کی

محبت نہ ہوتو اس سے فیض نہیں ہوتا۔ عجیب دعا دی۔ ہم بھی اپنے لئے یہ دعا کرلیں اَللّٰھُمَّ فَقِّھْنَا فِی الدِّیْنِ اے اللہ! ہم سب کو مجھ سمیت دین کا فقیہ بنادے وَحَبِّبْنَا اِلَی النَّاسِ اور اپنی مخلوق میں ہمیں محبوب کردے۔

یہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایسے جلیل القدر تابعی ہیں جنہوں نے ایک سو بیس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کی، قَدْ رَاٰی مِأَةً وَّعِشْرِیْنَ صَحَابِیًّا اور جب وعظ کہتے تھے تو بَکٰی وَ اَبْکٰی روتے بھی تھے رلاتے بھی تھے کَاَنَّہٗ یَرَی الْجَنَّةَ وَالنَّارَ ایسا وعظ ہوتا تھا جیسے وہ جنت کو دیکھ کر آ رہے ہوں اور جیسے دوزخ کو دیکھ کر آ رہے ہوں، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا ایمان ویقین عطا فرمایا تھا۔

اللہ والوں کی صحبت میں ایمان اور یقین بنتا ہے

دوستو! جب ایمان ویقین بن جاتا ہے پھر ساری زندگی اللہ کی مرضی پر گذرتی ہے، جب تک ایمان ویقین نہیں ہوتا آدمی اپنے نفس کا بندہ بنا رہتا ہے، معاشرہ کا غلام ہوتا ہے، غیر اللہ کا غلام ہوتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((لَوْ کُشِفَ الْغِطَآءُ مَا ازْدَدْتُّ یَقِیْنًا))

(تفسیر روح البیان: ج ۸ ص ۲۰۰)

قیامت کے دن جب میں جنت اور دوزخ کو دیکھوں گا تو میرے ایمان میں ذرّہ برابر بھی اضافہ نہیں ہوگا، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے صدقے میں وہ ایمان ویقین مجھے دنیا ہی میں حاصل ہے۔ تو معلوم ہوا کہ صحبت ایسی چیز ہے کہ انسان اخلاص کے ساتھ اہل یقین کی صحبت میں آتا جاتا رہے تو آج بھی وہ ایمان اور وہ یقین نصیب ہوسکتا ہے۔ دیکھو ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر تھے لیکن حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے ان کا اتنا ایمان ویقین بڑھا کہ دارالعلوم کراچی کے محدث مولانا مفتی رفیع عثمانی اور مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اور فیصل آباد کے محدث مولانا نذیر احمد صاحب اور دیگر بڑے بڑے علماء ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جوتیاں اٹھاتے تھے اور ان سے بیعت ہوگئے تھے اور ان سے خلافت بھی ملی تھی، حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نے مسٹر کو علماء کا پیر بنا دیا۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ جو مسٹر تھے، ڈپٹی کلکٹر تھے لیکن حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو کر اس مقام پر پہنچے کہ جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتی جمیل احمد تھانوی اور بڑے بڑے علماء و مفتی حضرات نے خواجہ صاحب سے اصلاحی تعلق قائم کیا، میرے شیخ نے بھی ان کو اپنا شیخ بنایا۔

ابرار بندے کون ہیں؟

تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آج کل نیک اسے سمجھتے ہیں جو بہت نفل پڑھتا ہو، ہر وقت تسبیح پڑھتا ہو، چاہے کسی کو کتنی ہی تکلیف پہنچا دے، اپنے مسلمان بھائیوں کو اذیت پہنچا دے، ہم اس بات کو اہم ہی نہیں سمجھتے ہیں لیکن علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی شرح عمدۃ القاری میں فرماتے ہیں:

((قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ فِیْ تَفْسِیْرِ الْاَبْرَارِ الَّذِیْنَ لَا یُؤْذُوْنَ الذَّرَّ وَلَا یَرْضَوْنَ الشَّرَّ))

(عمدۃ القاری شرح بخاری: باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ ؛ ج ۱ ص ۱۳۲)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابرار یعنی نیک بندے کون ہیں؟ جو چیونٹی کو بھی تکلیف نہ دیں، سنبھل کر چلیں، اگر چیونٹی نظر آجائے تو اس پر پیر نہ رکھیں۔ شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ گلستان میں فرماتے ہیں کہ چیونٹیوں پر پیر رکھنا ایسا ہے جیسے ہاتھی کسی انسان پر اپنا پیر رکھ دے۔ لہٰذا فرمایا کہ نیک

بندے وہ ہیں جن کی ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے اور وہ اللہ کی نافرمانی سے خوش نہ ہوں۔ میرے شیخ، مرشد اول شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک اللہ والے، بزرگ کہیں جا رہے تھے کہ اچانک نظر پڑ گئی اور کسی کو گناہ کرتے، اللہ کی نافرمانی میں دیکھ لیا، فوراً لوٹ آئے اور اتنا صدمہ، اتنا غم ہوا کہ چارپائی پر لیٹ گئے، چادر اوڑھ لی، بخار ہو گیا، اس کے بعد جب پیشاب کیا تو اس صدمے سے ان کے پیشاب میں خون آ گیا۔ اللہ اللہ! خدائے تعالیٰ ہم سب کو ایسا ایمان و یقین عطا فرما دے۔

حاصلِ زندگی

تو خطبہ میں جو آیت میں نے تلاوت کی، اس میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا مقصدِ حیات بیان فرمایا ہے۔ بعض لوگوں نے مجھ سے سوال کیا کہ زندگی کا مقصد کیا ہے؟ زندگی اللہ نے کس لئے دی ہے؟ دنیا میں اللہ پاک نے کس لئے بھیجا ہے؟ اس کا ایک جواب تو ایک انگریز، کافر نے دیا ہے کہ زندگی کا مقصد کھاؤ پیو اور خوش رہو ہے۔ کہتا ہے کہ میں جیتا ہوں کھانے کے لئے اور کھاتا ہوں جینے کے لئے۔ جب خالقِ حیات سے وابستگی نہیں رہتی تو مقصدِ حیات سے آگہی نصیب نہیں ہو سکتی۔ جبکہ زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرما رہے ہیں:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾

(سورۃ الذّٰریٰت: آیۃ ۵۶)

کہ ہم نے انسان اور جن کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ عبادت کرتے، ستّر، اسّی سال کی جو زندگی ہم نے دی ہے ہمارے فرمانبردار ہو کر گذارتے اور اپنی بری خواہشوں کو مغلوب کر کے ہم کو خوش کرتے، اپنی حرام

خوشیوں کو روک کر ہماری مبارک خوشیاں لیتے۔ نفس کی بری خواہش لعنتی ہوتی ہے، جوتے پٹواتی ہے، بےعزت کراتی ہے، مجمع اکٹھا ہو جاتا ہے کہ مارو اس خبیث کو، دیکھو کیا حرکت کر رہا تھا اور اللہ تعالیٰ کی جو خوشیاں ہیں وہ رحمت برساتی ہیں، عزت دیتی ہیں، لوگ کہتے ہیں فلاں بزرگ سے دعا کرانی چاہیۓ، وہ اللہ کے ولی ہیں۔

دین پر استقامت ہزار کرامات سے افضل ہے

دوستو! مبارک بندہ ہے جو ہر وقت اپنے مالک کو خوش رکھے، مبارک بندہ ہے جو اپنی زندگی کی ہر سانس اپنے مالک پر فدا کر دے یعنی اللہ کی مرضی پر چلے اور ایک سانس بھی اپنے مالک کو ناراض نہ کرے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں دس سال تک ایک مرید تھا، اس نے کہا کہ حضرت! میں آپ کے پاس سے واپس جا رہا ہوں کیونکہ مجھے دس سال میں آپ کی کوئی کرامت نظر نہیں آئی، آپ کیسے ولی اللہ ہیں کہ میں نے آپ کی کوئی کرامت نہیں پائی؟ فرمایا کہ تمہیں جانے کا حق ہے، بےشک چلے جاؤ لیکن ایک بات بتاؤ کہ دس سال تک تم نے میرا کوئی کام خلافِ سنت اور خلافِ شریعت پایا؟ اس نے کہا کہ حضرت! میں نے دس سال کے اندر آپ کو شریعت اور سنت کے خلاف کبھی کوئی عمل کرتے نہیں پایا، آپ کا سارا عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر پایا۔ تو آپ نے ٹھنڈی سانس کھینچی۔ اللہ اللہ! حکیم الامت، مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہ واقعہ بیان کرتے وقت ٹھنڈی سانس کھینچی، ان کی نقل کے لئے میں بھی ٹھنڈی سانس کھینچ رہا ہوں۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے نادان، بےوقوف! ہائے آہ! جس جنید نے اپنے مالک کو دس سال تک ایک لمحہ بھی ناراض نہیں کیا، ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو راضی رکھا، شریعت وسنت کے

مطابق زندگی گذاری اس سے بڑھ کرتو کیا کرامت چاہتا ہے؟ محدثِ عظیم ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ کو ہروقت راضی رکھنا، دین پر قائم رہنا اور اپنے مالک کو ناراض نہ کرنا اتنی بڑی کرامت ہے کہ اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ اَلْفِ كَرَامَةٍ ایک ہزار کرامتوں سے افضل ہے۔

اللہ کی ولایت کی بنیاد تقویٰ پر ہے

بعض بے وقوف لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ کا ولی وہ ہے جس سے کوئی کرامت صادر ہو، پانی پر بغیر کشتی کے چلتا ہو، ہواؤں پہ اڑتا ہو، جس پر ایک نظر ڈال دے بس تڑپنے لگے، حال آجائے، منہ سے جھاگ نکلنے لگے۔ان چیزوں کا اللہ کی دوستی اور ولایت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔بعض کہتے ہیں فلاں صاحب ہرسال حج وعمرہ کرتے ہیں، بعض کہتے ہیں فلاں صاحب تہجد میں بہت روتے ہیں تو یہ بھی ولی ہونے کی کوئی نشانی نہیں ہے۔ولایت کا تعلق صرف تقویٰ پر ہے۔

﴿اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾

(سورۃ الانفال:آیۃ ۳۴)

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اللہ نے اپنی دوستی کی بنیاد ہی تقویٰ پر رکھی ہے۔

﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○﴾

(سورۃ یونس: آیۃ ۶۲،۶۳)

اس آیت میں صاف تصریح ہے کہ اولیاء اللہ کون لوگ ہیں؟ جو ایمان لائے اور تقویٰ سے رہتے ہیں۔ اٰمَنُوْا ماضی سے نازل فرمایا اور كَانُوْا يَتَّقُوْنَ مضارع سے نازل فرمایا، مضارع میں استمرار ہوتا ہے۔کیا مطلب؟ ایمان

انسان ایک دفعہ لاتا ہے البتہ ایمان میں ترقی ہوتی رہتی ہے اور ترقی کرنے کا حکم بھی ہے یَآاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا اٰمِنُوۡا اے ایمان والو! ایمان لاؤ۔ اب اس تحصیل حاصل سے کیا مطلب ہے؟ ایمان والوں کو ایمان لانے کا حکم کیوں دیا گیا؟ حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کسی ایمان والے سے یہ کہنا کہ ایمان لاؤ، وہ تو ایمان پہلے ہی لا چکا ہے۔ مفسرین لکھتے ہیں اور میرے شیخ فرمایا کرتے تھے اس کا مطلب یہ کہ جس ایمان پر اس وقت ہو اس پر قناعت اور صبر مت کرو بلکہ آگے ترقی کرو۔

اے برادر بے نہایت در گہے ست
ہرچہ بروے می رسی بروے مائیست

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے بھائی اللہ کا راستہ غیر متناہی ہے۔ جس مقام قرب پر پہنچو کھڑے مت رہو، آگے بڑھو، بے چین رہو۔

ایمانِ موجودہ میں ترقی مطلوب ہے

اس لئے ماضی کے قرب سے مستقبل کے قرب کو دیکھ کر اولیاء اللہ استغفار کرتے ہیں، انبیاء علیہم السلام استغفار کرتے ہیں کہ ہم اب تک اس مقام پر کیوں نہیں پہنچے؟ اتنی دیر کیوں لگ گئی؟ اس لئے ایمان اور یقین کے جس اونچے سے اونچے مقام پر پہنچ جاؤ صبر مت کرو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان ویقین میں اضافہ کے لئے اللہ والوں کی صحبت اکسیر ہے لہٰذا جس مرید کا شیخ کے پاس آنا جانا کم ہو جائے گا تو اس کے ایمان میں پھر کمزوری آنے لگے گی۔ جب دور رہے تو خط وکتابت رکھے اور اگر قریب ہے تو حاضری کی کوشش کرنی چاہئے۔ جن لوگوں کا مجھ سے تعلق تربیت کا ہے وہ ایک مجلس لازم کرلیں اِلّا یہ کہ کوئی مصروفیت ہو اور یہ نہیں کہ دور سے کھڑے ہو کر سلام کر کے چلے جائیں بلکہ مصافحہ بھی کیجئے تا کہ

شیخ کو معلوم ہو جائے اور اس کے دل میں آپ کی حاضری لگ جائے۔ اگر دور کھڑے ہیں اور اندر آنے کا راستہ نہیں ہے تو وہیں سے کھڑے ہو کر کہئے کہ میں جانے کی اجازت چاہتا ہوں۔ یہی ادب شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے تلاوت اور عبادت کا بھی فرمایا کہ جب عبادت کا وقت ختم ہو جائے تو جلدی سے مت اٹھو، یہ کہو کہ اے اللہ تعالیٰ! میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں اور ایک منٹ رک جاؤ، پھر اٹھ کر چلے جاؤ، گویا اجازت مل گئی، یہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا تقاضا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے احسانات کو اس طرح سے کہئے، یا رب العالمین! آپ کے احسانات ہم پر بے حد ہیں لیکن جس قدر آپ کے احسانات ہیں اتنے ہی ہم سانڈ بنے ہوئے ہیں، آپ کی نعمتیں کھا کھا کر ہم آپ کی مرضی کے خلاف حرام لذتوں کے خوگر ہو چکے ہیں، نہ ہمیں اپنی عزت کا خیال ہے نہ آبرو کا خیال ہے، دل کو ستیاناس کر رہے ہیں اور علم والے پر خواہ طالب علم ہو یا عالم ہو، ان پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ علم کے بعد اگر عمل نہ کیا تو بہت سخت مواخذہ کا اندیشہ ہے، وہ بدترین جاہل ہے اور اس پر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہے۔ محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد تفسیر معالم التنزیل سے نقل کیا ہے:

((اَجْمَعَ اَصْحٰبُ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَنَّ کُلَّ مَنْ عَصَی اللهَ فَهُوَ جَاهِلٌ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، کتاب الاٰداب، ج ۹ ص ۴۷)

جو اصرار اور دوام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مبتلا ہے وہ شخص جاہل ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس پر اجماع ہے۔ اجماعِ صحابہ کیا معمولی حجت ہے اور میرے شیخ فرماتے تھے خاص کر جو بدنظری کا گناہِ کبیرہ کرتا ہے، جو

لڑکیوں کو یا لڑکوں کو دیکھتا ہے،اس سے اتنا نقصان پہنچتا ہے جیسے ہرا بھرا پودا دو ڈھائی فٹ کا ہوجائے اور کوئی وہاں آگ جلا کر سینک لے ،سردی لگ رہی ہے وہاں آگ جلادی یا ایسے ہی کوڑا کرکٹ بے کار پڑا ہے،اسے جلادیا۔ جہاں آگ لگتی ہے وہاں کے پودے ایسے تباہ ہوتے ہیں کہ پھر کئی سال کی کھاد پانی سے وہ مقام نہیں ملتا ایسے ہی جو حج وعمرہ سے یا اہل اللہ کی صحبت سے اور خانقاہوں سے انوار لاتے ہیں اور آہ وزاری کے ساتھ دعائیں مانگتے ہیں، جب کسی گناہ کبیرہ کا ارتکاب ان سے ہوتا ہے تو ان کے ایمان کا پودا اسی طرح جھلس جاتا ہے، سال بھر پیچھے ہوجاتے ہیں، دو دو سال پیچھے ہوجاتے ہیں۔ ہمت استعمال نہ کرنا یہ جرمِ عظیم ہے، جو شخص اپنی ہمت کو استعمال نہیں کرتا یہ مجرم ہے۔

اولیاء اللہ کون ہیں؟

اور اولیاء اللہ کون ہیں؟ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا جو ایمان تو لائے مگر۔ ایک مگر بھی ہے کہ کَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ گناہ بھی نہیں کرتے ، ایمان کے بعد فاسقانہ زندگی اختیار نہیں کرتے ، بلکہ اللہ کے دوستوں کی حیات اختیار کرتے ہیں اور ان گناہوں سے بچنے میں وہ اپنے قلب وجان کی بازی لگاتے ہیں۔عشق بازی آسان نہیں ہے۔مثبت اعمال روزہ نماز بہت آسان ہیں بلکہ بعضوں کو حج عمرہ بہت لذیذ لگتا ہے، تلاوت میں مزہ آرہا ہے ایک نظر بچا کر دیکھئے کہ دل پر کیا گذرتی ہے۔میرا ایک شعر یاد آیا۔

گذرتا ہے کبھی دل پر وہ غم جس کی کرامت سے
مجھے تو یہ جہاں بے آسماں معلوم ہوتا ہے

یہ ہے گناہ چھوڑنے کا قرب جو قربِ نوافل سے کروڑہا درجہ زیادہ ہے۔اس لئے ہمارے اکابر فرماتے ہیں ایک ہزار تہجد سے افضل ہے کہ تم کوئی گناہ چھوڑ دو، عمل کرکے دیکھ لو۔اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ نظر بچانے سے اور گناہ

چھوڑنے سے دل پر غم آتا ہے اور دل بادشاہ ہے جسم کا، اگر بادشاہ یہاں مزدوری کرنے لگے تو اس کی مزدوری عام مزدوروں سے زیادہ ہوگی یا نہیں؟ دل کی بادشاہت جب مزدوری سے تبدیل ہوجاتی ہے اور خدائے تعالیٰ کا فرماں بردار ہوجاتا ہے اور ترکِ لذتِ حرام اختیار کرتا ہے اور پھر پچھتاتا بھی نہیں کہ آہ! کاش اجازت ہوتی تو یہ گناہوں کے مزے ہم بھی لوٹتے، پچھتاتا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرتا ہے کہ آپ نے ایک خبیث زندگی سے ہمیں پاکیزہ حیات نصیب فرمائی۔

جتنی تمہاری قربانی اتنی خدا کی مہربانی

جب کوئی جوان یا بوڑھا کوئی گناہ چھوڑتا ہے تو دل پر گناہ چھوڑنے سے نفس کو غم ہوتا ہے تو روح میں نور پیدا ہوتا ہے۔ جتنا نفس پر غم آئے گا اسی مقدار میں روح میں نور آتا ہے اگر کسی کو گناہ چھوڑنے سے، نظر بچانے سے انتہائی صدمہ پہنچتا ہے تو بمقدار اس کی قربانی اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا اس پر نزول ہوتا ہے۔ عرض کرچکا ہوں کہ ایک مجذوب دس سال سے جنگل میں تھا، گھاس چھیلتا تھا اور گھاس بیچتا تھا۔ یہ واقعہ میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے احقر کو سنایا تھا۔ میرے شیخ اکابر مشائخ میں سے تھے، ڈاکٹر عبدالحمید صاحب کانپوری آج زندہ ہیں، انہوں نے بتایا کہ ایک مرتبہ مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور میرے والد ڈاکٹر عبدالصمد کانپوری، ہم لوگ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں گئے تو جگہ نہیں تھی، حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ مجلس کے جوتوں میں بیٹھ گئے۔ میرے سامنے مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے میرے شیخ سے فرمایا کہ حضرت! آپ میرے صرف پیر بھائی نہیں ہیں، آپ میرے استاد کے درجہ میں ہیں کیونکہ میرے استاد حضرت مولانا میاں اصغر حسین دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ جون پور کی شاہی مسجد میں ہم عصر تھے، ساتھ پڑھاتے تھے۔

تو اس مزدور نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میں آپ کی عبادت میں مصروف رہنا چاہتا ہوں، مجھ کو کیا آپ چٹنی روٹی نہیں دے سکتے؟ تاکہ گھاس چھیلنے سے جو وقت ضائع ہوتا ہے اور بازار جانا پڑتا ہے، اس سے بچ جاؤں۔ آسمان سے آواز آئی ٹھیک ہے تم اپنا کھرپا کھانچی کسی درخت کے پاس رکھ دو۔ اس نے رکھ دیا اور چٹنی روٹی آنے لگی، اس کی قربانی ایک کھرپا ایک کھانچی تھی۔ اسی جنگل میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں سلطان ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ اپنی سلطنتِ بلخ خدا پر فدا کر کے آئے اور عبادت شروع کی، ان کے لئے جنت سے بریانی آئی، سارا جنگل اس کی خوشبو سے مہک اٹھا۔ میرے شیخ نے فرمایا کہ اس مجذوب نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے اللہ تعالیٰ! میں دس برس سے اس جنگل میں آپ کی عبادت کر رہا ہوں اور یہ کل آیا ہے ؎

وہ کل ہوا میں ہوں تیرا دیوانہ برسوں سے

آپ نے پرانے دیوانے کو چٹنی روٹی اور نئے دیوانے کو بریانی بھیجی۔ آسمان سے آواز آئی تم اس کا مقابلہ مت کرو، تم نے میری راہ میں بارہ آنہ فدا کیا ہے، چار آنے کی کھرپی اور آٹھ آنے کی کھانچی جس میں تم گھاس رکھتے ہو، اتنا بڑا لکڑی کا ہوتا ہے، تو وہ رکھی ہے درخت کے نیچے، تم کو چٹنی روٹی منظور نہیں تو بارہ آنہ کی قربانی واپس لو اور گھاس چھیلو اور جا کے بازار میں بیچو اور وہ سلطانِ وقت تھا، اس نے سلطنتِ بلخ مجھ پر فدا کی ہے، وزیروں کی سلامی قربان کی ہے، قالینوں کے گدے، قالینوں پر سونا اور بادشاہت کے ساتھ کیا نشہ ہوتا ہے سارا نشہ اس نے مجھ پر قربان کر دیا، جس وقت آدھی رات میں اس نے سلطنت چھوڑی تو جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا نقشہ کھینچا ہے ؎

نیم شب دلقے بپوشید و برفت

از میانِ مملکت بگریخت تفت

کسی فقیر سے گدڑی مانگ لی اور آدھی رات کو شاہِ بلخ نے گدڑی پہنی اور محل سے نکل پڑے اور سلطنت کی حدود سے باہر چلے گئے تاکہ کوئی رعایا ہم کو خوشامد کرکے دوبارہ تخت پر نہ بٹھادے۔ جب آگ لگتی ہے اسی طرح لگتی ہے، خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

چھڑا کر جان اپنی بے طرح مجذوبؔ بھاگا ہے
خدا ہی ہے جو پھر وہ لوٹ کر گھر بار میں آئے

حاصلِ حیات

تو دوستو! میں جو ابھی آپ کو حدیث مبارک سناؤں گا وہ حاصلِ حیاتِ انسانیت ہے اور حاصلِ حیاتِ مومن ہے اور حاصلِ حیاتِ سالک ہے اور حاصلِ حیاتِ اولیاء اللہ ہے اور حاصلِ حیاتِ انبیاء ہے اور حاصلِ حیاتِ تمام کائنات تمام طالبین و مریدین اور خدا کے عاشقین کی حیات کا حاصل دو جملے میں سید الانبیاء محمد رسول اللہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادیا کہ اے ساری دنیائے انسانیت! سن لو کہ دو نعمت اگر حاصل ہوگئی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو عطا فرمائے، تو سمجھ لو تم کامیاب ہو ورنہ بادشاہت کے تخت و تاج کے باوجود تم خسارے میں رہوگے، رومانٹک دنیا میں ساری دنیا کے حسینوں سے پینگیں بڑھانے کے باوجود تم ذلیل و خوار اور معذب رہوگے۔ اور وہ دو نعمت کیا ہے؟

((وَمِنَ الْمَأْثُوْرِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَالنَّارِ))

(الدر المختار حاشیۃ ابن عابدین: فصل فی الاحرام، ج ۲ ص ۴۸۴)

اے اللہ آپ ہم سے راضی ہوجائیے اور جنت دے دیجئے۔ بتائیے! حاصلِ حیات ہے کہ نہیں؟ اگر اللہ خوش ہوجائے تو اور کیا چاہئے؟ بھئی جو خدا کی

خوشی کو حاصل کرلے تو اللہ کو راضی کرنے کے بعد، رضائے الٰہی کی نعمت سے مشرف ہونے کے بعد مزید نعمت کی کیا ضرورت ہے؟ جنت محلِ رضائے الٰہی ہے، دوزخ محلِ غضبِ الٰہی ہے، چونکہ اللہ جس سے راضی ہوگا اس کو جنت دے گا لہٰذا وہ بھی مانگ لیا، رضائے الٰہی کا محل مانگ لیا۔ اس لئے اگلے جملہ میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخواست کی اور حقیقت میں ہمیں مانگنا سکھایا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ سَخَطِکَ وَالنَّارِ ہم آپ کے غضب، آپ کے قہر اور آپ کی ناراضگی سے پناہ چاہتے ہیں۔ اور جہنم سے پناہ کیوں مانگتے ہیں کہ جہنم اللہ کی ناراضگی کا ٹھکانہ ہے، جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے اسے ہی تو دوزخ میں ڈالیں گے۔

توفیقِ توبہ بندہ کے نہیں، اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے

معمولی بات نہیں عرض کررہا ہوں، وہ ظالم ہے جو اللہ تعالیٰ کے غضب وقہر اور ناراضگی کو خاطر میں نہیں لاتا اور حرام لذتوں میں پاگل ہورہا ہے، اس کی مثال سانڈ کی طرح ہے جیسے سانڈ ہر کھیت میں منہ ڈالنے کا خوگر ہوتا ہے اور لاٹھیاں کھانے کا عادی ہوتا ہے، یہ انسانوں کا کام نہیں ہے۔ بعض لوگ یہ سوچ کر گناہ کرتے ہیں کہ توبہ کرکے جہنم سے نجات پاجاؤں گا، بے شک توبہ سے جہنم سے نجات مل جائے گی لیکن کیا توفیقِ توبہ تمہارے اختیار میں ہے؟ اگر عین گناہ کی حالت میں موت آگئی تو کیا ہوگا؟ اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا ان کی دنیاوی زندگی کس جہنم سے کم ہے، جتنی دیر تک انسان گناہ کرتا ہے اتنی دیر وہ جہنم سے بھی زیادہ بدترین مقام پر ہوتا ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ کو ناراض کررہا ہے۔ میں سوال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کیا کسی دوزخ سے کم ہے؟ اگر دوزخ سے کم ہوتی تو دوزخ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے پناہ مانگتے اور ناراضگی سے بعد میں درجہ ثانوی میں پناہ مانگتے لیکن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے عالم کے عاشقوں کو

بتادیا کہ اے ظالمو! احمقو! اگر تمہارا دعویٰ محبت صحیح ہے تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو دوزخ سے زیادہ محسوس کرو، اپنے مالک، پالنے والے، خالق کی ناراضگی کو دوزخ کے عذاب سے زیادہ محسوس کرو۔ تم اللہ کے بغیر کیسے جی رہے ہو؟ مچھلی کیسے دریا سے باہر زندہ رہ سکتی ہے؟ مچھلی کو دریا سے باہر نکال کر ریت میں ساری دنیا کی نعمتیں رکھ دو، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

گرچہ در خشکی ہزاراں رنگ ہاست

ماہیاں را با یبوست جنگ ہاست

مچھلیوں کو دریا کے باہر خشکی میں ہزاروں مزے دکھا دو، خشکی میں ہزاروں رنگینیاں اور گناہوں کی حرام لذتیں پیش کر دو لیکن مچھلیاں کیا کہیں گی؟ کہ ہم پانی سے نہیں نکل سکتے، بس دریا میں جو نعمت ملے گی اسی میں رہیں گے، تو اللہ کے عاشقین عقلمند بندے قربِ الٰہی کے دریا سے نہیں نکلتے اور جو نکلے ان کا کیا حال ہوا؟ سنو! ؎

جو تری بزمِ محبت سے گریزاں نکلا

جس طرف نکلا وہ حیراں و پریشاں نکلا

اور

اٹھا کر سر تمہارے آستاں سے

زمیں پر گر پڑا میں آسماں سے

جو خدائے تعالیٰ کے غضب و قہر سے اپنے دماغ کو حواس باختہ کرتا ہے اور بے ساختہ گناہوں کی طرف بھاگا جا رہا ہے، اس کی حواس باختگی، اس کے عذاب کو اسی کے دل سے پوچھو میں کچھ نہیں کہتا۔ اس کو سمجھانے کے لئے میر صاحب کا ایک ہی شعر کافی ہے جو انہوں نے جنوبی افریقہ میں پیش کیا تھا ؎

یا صدورِ گناہ سے دل کی

تنگ ہونے لگے فضائے بسیط

گناہ کرنے سے دل پر دو عذاب

گناہ کی دو خاصیت جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائیں کہ ہم جس سے ناراض ہوتے ہیں اس کے قلب پر عذاب کے طور پر دو کیفیت پیدا ہوتی ہیں۔ نمبر ایک: ضَاقَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡاَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ ساری دنیا اس کو باوجود لمبی چوڑی ہونے کے تاریک نظر آتی ہے، اس کی پوری کائنات تاریک کردی جاتی ہے اور دوسری علامت: وَضَاقَتۡ عَلَيۡهِمۡ اَنۡفُسُهُمۡ وہ اپنی جانوں سے بیزار ہوجاتے ہیں۔ مگر کون؟ سور اور کتے نہیں، انسان۔ اور انسانوں میں بھی جو اللہ تعالیٰ کے قرب کی لذت سے باخبر ہیں۔ آہ! مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

یارِ شب را روز مہجوری مدہ
جانِ قربت دیدہ را دوری مدہ

اے خدا جن کو آپ نے راتوں کو لذتِ قرب سے نوازا، وہ یارِ شب بنے، آپ کے رات کے دوست ہوئے، جنہوں نے اپنے ایمان، اپنے تقویٰ کی حفاظت کی درخواست کی، تہجد پڑھی، رات کو روئے۔ اے خدا! اب دن بھر آپ ان کو کسی گناہ کی وجہ سے دوری کا عذاب نہ چکھائیے کیونکہ انہوں نے راتوں کو آپ کی یاری اور اشک باری اور آہ و فغاں کی ہے، ان کو جدائی کا دن نہ دکھائیے یعنی گناہ سے ان کو روسیاہی مت دیجئے اور گناہ سے ان کو دوری کا عذاب نہ دیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کیفیت

جو آیتیں پڑھیں وہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں نازل ہوئیں، یہ سور اور کلاب صفت لوگوں کے لئے نہیں نازل ہوئیں۔ ان جانوں کے بارے میں یہ آیتیں نازل ہوئیں جو شدتِ تعلق اور غایتِ تعلق سے علیٰ سطح الولایت اولیاء اللہ تھے۔ ان تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ محسوس ہوا کہ اللہ تعالیٰ ان سے

ناراض ہیں اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ناراض ہیں۔ پچاس دن کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بولنا چھوڑ دیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے غم کو قرآن پاک میں بیان کردیا۔ یہ وہ مبارک غم ہے جس پر حق تعالیٰ نے قرآن پاک نازل فرما کر قیامت تک کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کا مقام بیان کردیا کہ یہ سچے عاشق ہیں، تم کیا مکار بنتے ہو، گناہ کر کے ڈکار بھی نہیں لیتے۔ آپ بتاؤ! صحابہ رضی اللہ عنہم کا غم جھوٹا ہے یا سچا؟ اگر کوئی اس آیت پر شبہ کرلے گا تو کافر ہوجائے گا، یہ غم جس کو خدا نے بیان کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا مقام بیان کیا، اگر خدانخواستہ کوئی نالائق شک و شبہ کرے گا تو کافر ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں میری ناراضگی کا میرے خاص عاشقوں پر یہ اثر ہے کہ پوری دنیا ان کو تاریک ہے اور اپنی جانوں سے بیزار ہیں، جائز ہوتی تو یہ خودکشی کرلیتے، آہ! کیسے گذارے یہ دن؟ میں اسی لئے عرض کرتا ہوں خانقاہوں میں ذکر اللہ پر مداومت اور اہل اللہ کی مصاحبت اور اسبابِ معصیت سے مفارقت اتنے زیادہ دن تک رکھئے کہ اولیاء اللہ کی نسبت ہم سب کو عطا ہوجائے اور یہی کیفیت پیدا ہوجائے کہ گناہوں میں موت نظر آنے لگے، گناہوں سے مناسبت ختم ہوجائے، گناہ کرنا بھی چاہو تو نہ کرسکو۔ جب انسان گناہ کرتا ہے تو اتنی دیر وہ خدا کو بھلا دیتا ہے، کیسے گناہ ہوسکتا ہے اگر یہ یقین ہو کہ خدا دیکھ رہا ہے۔ ابا کے سامنے کوئی شخص گناہ کرسکتا ہے؟ نہیں۔ تو ربّا کے سامنے کیسے گناہ کرتا ہے؟ معلوم ہوا کہ یہ شخص اپنے اللہ کو حالتِ معصیت میں بھلانے پر قدرت رکھتا ہے، اللہ کے غضب وقہر اور نافرمانی کے اعمال میں، ٹیڈیوں کو دیکھتے وقت یا اس سے بھی بڑا گناہ کرتے وقت یہ ظالم خدائے تعالیٰ کو طاقِ نسیان پر رکھنے کی ابھی قدرت رکھتا ہے، اللہ والوں کی شان جو خواجہ صاحب نے بیان فرمائی ؎

بھلاتا ہوں پھر بھی وہ یاد آرہے ہیں

وہ بات اس میں ابھی تک پیدا نہیں ہوئی ، ایسی یاد اللہ تعالیٰ کی دل میں قائم ہو جائے کہ تم چاہو کہ بُھلا کر گناہ کرلو تو بھی بُھلا نہ سکو۔ اس لئے دوستو! حاصلِ حیاتِ سالکین اور حاصلِ حیاتِ عاشقین یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے اور بے حساب جنت مقدر کر دے اور خدائے تعالیٰ اپنے غضب اور ناراضگی سے ہمیں نجات دے دے۔

زنجیرِ بندگی

اگر کوئی سالک ہر سال حج وعمرہ کرتا ہے، خانقاہوں میں زبردست ضربیں مارتا ہے لیکن جب سڑکوں پر یا مارکیٹوں میں کسی ضرورت سے جاتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ اب میں خانقاہی نہیں ہوں، میری زندگی اب للّٰہی نہیں ہے، اب باہی زندگی ہے جہاں چاہو نظر ڈالو، اب وہ بیل پروردۂ کسان نہیں ہے بلکہ ایک سانڈ ہے جس کا کوئی مالک نہیں ہوتا، اس طرح وہ سڑکوں پر پھرتا ہے جیسے اس کا کوئی خدا نہیں، اس طرح وہ بسوں پر ویگنوں پر بس اسٹاپوں پر نظریں ڈالتا ہے جیسے اس کے حلق اور گردن میں طوقِ بندگی نہیں، چاہے وہ عاشق الرجال ہو یا عاشق النساء ہو۔ آہ! ان مرنے والوں پر جتنا رویا جائے کم ہے ؎

ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے
جو دم حسینوں کا بھر رہا ہے بلند ذوقِ نظر نہیں ہے

اور ؎

نکالو یاد حسینوں کی دل سے اے مجذوب
خدا کا گھر پئے عشقِ بتاں نہیں ہوتا

یہ مومن کا دل اللہ کا گھر ہے، یہ ہندو کا مندر نہیں ہے، یہ بت خانہ نہیں ہے کہ جس کو چاہو دیکھ لو، جان آفت میں ڈالتے ہیں یہ لوگ، جب خانقاہ واپس آتے ہیں تب پتا چلتا ہے جان کہاں کہاں آفت میں پھنسا کر آئے ہیں ؎

ڈال کر ان پر نگاہِ شوق کو
جان آفت میں نہ ڈالی جائے گی

جو گناہ کرنے جارہا ہے وہ خدائے تعالیٰ کے غضب کو اور لعنت کو اپنے دل پر برسا رہا ہے۔ جو شخص خدا کی نافرمانی کا ارادہ کرتا ہے اس کے ارادہ کا نقطہ آغاز اللہ تعالیٰ کے غضب کا نقطہ آغاز ہوتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کا ارادۂ حصولِ رضائے الٰہی کا نقطہ آغاز اللہ تعالیٰ کی رحمت اور ان کے قرب کا نقطہ آغاز ہوتا ہے۔ مجھے اپنا ایک پرانا شعر یاد آیا۔

جس طرف کو رخ کیا تو نے گلستاں ہوگیا
تو نے رخ پھیرا جدھر سے وہ بیاباں ہوگیا

دل بے چین ہے، معذب قلب ہے، لعنتی قلب ہے، جس پر خدا کا غضب برسے اس پر رحمت برسے گی یا لعنت برسے گی؟ وہ شخص گلشن میں رہتے ہوئے اپنے دل کو جنگل بنا رہا ہے، اس کا دل جنگل ہے جو اللہ کو ناراض کرتا ہے۔ اگر دل سے نگاہِ خداوندی ہٹ جائے تو وہ بدترین جنگل ہے۔

بار بار اسی لئے یہ مضمون عرض کرتا ہوں کہ جس دن آپ نے یقین کرلیا کہ لَا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰہِ اِلَّآ اِلَیْہِ اللہ کے سوا کہیں پناہ گاہ نہیں ہے اور آپ نے اپنی زندگی کا رخ بدل لیا، ارادہ کرلیا کہ اب مالک کو ناراض نہیں کرنا ہے اسی دن سے آپ ولی اللہ ہوجائیں گے۔ تقویٰ بالکل آسان ہے۔ گناہ چھوڑنا، گناہ نہ کرنا بہت ہی آسان ہے بلکہ گناہ کرنا مشکل ہے۔ اسی لئے گناہ کا نام مُنکَر ہے، مُنکَر معنی اجنبی چیز، نیکی کا نام معروف ہے یعنی ہم اس سے مانوس ہیں۔ آپ بتائیے کیا جب کوئی نیکی کرتا ہے تو ادھر ادھر دیکھتا ہے کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا ہے؟ ارے بھئی! علی الاعلان حج اور عمرہ کرتا ہے۔ اگر ایسا چھپانا ہوتا تو حج فرض ہی

نہ ہوتا، حج میں تو دس لاکھ آدمی آپ کو دیکھتے ہیں لیکن گناہ کی حقیقت جو سرورِ عالم ﷺ نے بیان فرمائی کہ کیسے معلوم ہو کہ ہم گناہ کررہے ہیں؟ گناہ کی دو علامات بیان کی گئیں۔

گناہ کی دو علامات

گناہ کی حقیقت یہ ہے:

((اَلْاِثْمُ مَا حَاكَ فِیْ صَدْرِكَ وَ كَرِهْتَ اَنْ یَّطَّلِعَ عَلَیْهِ النَّاسُ))

(صحیح مسلم: (قدیمی)، کتاب البر والصلة والأداب، ج ۲ ص ۳۱۴)

گناہ وہ ہے کہ تمہارے دل میں کھٹک پیدا ہوجائے، تمہارا ضمیر تم کو ملامت کررہا ہو کہ تم کیا کررہے ہو؟ دل گواہی دینے لگے کہ میں برا کررہا ہوں، ضمیر تم کو لعنت برسانے لگے کہ آہ ظالم اپنی شکل دیکھ، اپنی گول ٹوپی اور داڑھی کی لمبائی کو ناپ، پھر دیکھ تو کیا کررہا ہے؟ دل کا کھٹکنا بھی گناہ کی ایک علامت ہے کہ تم نبی کے بیٹے ہوکر ایسا کام کررہے ہو؟

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عجیب قصہ سنایا کہ ایک دیہاتی لڑکا تالاب میں ڈوب رہا تھا تو اس نے زور سے آواز لگائی کہ پیغمبر کا بیٹا ڈوب رہا ہے، مجھ کو جلدی بچاؤ، تو جتنے ہل جوتنے والے کسان تھے سب دوڑ پڑے، ان لوگوں نے اس کو نکال لیا اور کہا کہ آپ کس پیغمبر کے بیٹے ہیں؟ آپ کے ابا کا نام تو ہمیں معلوم ہے، دادا کا بھی نام معلوم ہے، یہ چھوٹا سا گاؤں ہے، کراچی جیسا بڑا شہر نہیں ہے جہاں ایک فلیٹ والا دوسرے فلیٹ والے کو نہیں جانتا۔ تو اس نے کہا کہ کیا آپ قرآن شریف نہیں پڑھتے ہو۔ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ؟ کیا اللہ نے ہم کو بنی آدم نہیں فرمایا ہے؟ اے آدم کی اولاد۔ کیا حضرت آدم علیہ السلام نبی نہیں تھے؟ تو کیا میں نبی کی اولاد نہیں ہوا؟

روح کی غذا اللہ کی یاد ہے

(ایک خادم اسی دوران مہمانوں کو کھجور پیش کرنے لگے تو فرمایا) تھوڑا سا رُک جاؤ، جب دین کی بات ہورہی ہے اور میں روحانی کھجور کھلا رہا ہوں اور تم دنیا کی کھجور پیش کررہے ہو، جب بات ختم ہوجائے پھر لے آنا۔ایک بزرگ دیر تک عبادت کررہے تھے، اشراق پڑھ رہے تھے، تلاوت کررہے تھے کہ سورج نکل آیا تو ان کا جو مہمان تھا وہ صبح صبح بہت سویرے چائے پیتا تھا تو اس نے کہا کہ آپ کیا کررہے تھے؟ چائے نہ پینے سے میری کنپٹی کی رگ تڑپ رہی ہے، آپ نے مسجد میں اتنا وقت کیوں لگایا؟ فرض ادا کرنے کے بعد آپ کو آجانا چاہئے تھا۔ تو ان بزرگ نے فرمایا کہ میں مسجد میں اپنی روح کو ناشتہ کرارہا تھا۔اس کا نام ہے روحانی ناشتہ۔روح نہ ہوگی تو پتا چلے گا کہ کیسے انڈا مکھن نگلتے ہیں؟

ارے میاں! یہ سب روح کا تماشہ ہے، آج روح کی غذا کی فکر نہیں۔ جس دن روح نکل جائے گی کوئی مزہ نہیں پاسکو گے، ایک قطرہ شربت روح افزا نہیں پی سکو گے۔لہٰذا روح کو بھوکا نہ رکھو، روح کی غذا اللہ کی یاد ہے، جسم کی غذا تو روح افزا، پکوڑے، دہی بڑے ہے لیکن روح کی غذا اللہ کی یاد ہے کیونکہ ہر علاقہ کی غذا علاقائی ہوتی ہے، بنگلہ دیشی کو جب تک مچھلی بھات نہ ملے اس وقت تک اس کا پیٹ نہیں بھرے گا، آپ لاکھ روٹی کھلا دو، اسے دست لگ جائیں گے، اسی طرح کسی دوسرے ملک کا آدمی آئے گا تو اس کی غذا الگ ہوگی۔ اللہ نے ہر ملک کی الگ غذا بنائی ہے۔تو روح اللہ کے یہاں سے آئی ہے تو جب تک اس کو اللہ کی یاد کی غذا نہیں ملے گی وہ بے چین اور تڑپتی رہے گی۔

تو حدیث شریف میں گناہ کی دو علامتیں بیان کی گئی ہیں تاکہ ہم پہچان سکیں کہ یہ عمل جو ہم کررہے ہیں گناہ ہے یا نہیں؟ اور یہ عجیب پہچان ہے کہ

ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے، اتنا آسان فرمادیا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفہیم پر قربان جاؤں۔ نمبر ایک، اَلْاِثْمُ مَا حَاكَ فِیْ صَدْرِكَ وہ عمل جو تیرے سینہ میں کھٹک پیدا کردے۔ دل میں آواز آرہی ہو کہ یہ تم کیا کررہے ہو؟ اور دوسری علامت کیا ہے؟ وَ کَرِهْتَ اَنْ یَّطَّلِعَ عَلَیْهِ النَّاسُ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ گناہ کی دوسری علامت یہ ہے کہ تم اسے چھپ کر کررہے ہو اور دیکھ بھی رہے ہو کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا، تم کو ناگوار ہو کہ مخلوق اس سے واقف ہوجائے جب ہی تو چُھپنے کی کوشش کررہے ہو۔ جتنے نالائق لوگ ہیں جب ٹیڈیوں کو بھی دیکھتے ہیں تو ادھر ادھر دیکھتے ہیں کہ کوئی آدمی ہم کو دیکھ تو نہیں رہا ہے کہ یہ داڑھی والا کیا کررہا ہے۔ بعض لوگ اسی خبیث مقصد کے لئے کالا چشمہ لگاتے ہیں تاکہ ان کی نظر کو کوئی نظر اپنی گرفت میں نہ لے لے۔ اس پر میرا شعر ہے ؎

جو کرتا ہے تو چھپ کے اہلِ جہاں سے
کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

میری شاعری مجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضلِ خاص ہے

میری شاعری تو دیکھو، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں، یہ میرے بزرگوں کی دعا ہے کہ ہر شعر میں عجیب وغریب علم نظر آئے گا۔ سول ہسپتال میں ایک دفعہ ایک ڈاکٹر دوست نے مجھے کہا کہ میں آپ کی ای سی جی کروں گا، بیڈ پر لٹا کر تمام زنجیریں وغیرہ باندھنے لگا اور ای سی جی کے لئے ایسا جکڑا کہ اس وقت شیطان نے مجھ سے کہا کہ اگر اسی حالت میں تیری روح نکل جائے تو تو نے دنیا کا کوئی مزہ تو اڑایا نہیں۔ تو میں نے کہا کہ اللہ میاں! شیطان کو جواب دینے کے لئے ایک اچھا سا شعر بنوا دیجئے، تو لیٹے لیٹے ایک شعر ہوگیا۔ وہ شعر یہ ہے ؎

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

اگر زندگی اپنے خالق پر فدا ہوگئی تو زندگانی وصول ہوگئی، یہ آنکھ ہماری نہیں ہے، ہم اپنے اعضاء کے مالک نہیں ہیں، اگر ہم اپنی زندگی کے مالک ہوتے تو خودکشی جائز ہوتی کیونکہ وہ ہماری چیز ہوتی، یہی دلیل ہے کہ ہم خود اپنے مالک نہیں ہیں، ہمارا مالک اللہ ہے، یہ جسم ہمارے پاس کچھ دنوں کے لئے امانت ہے، اس کے بعد خدا نے اس جسم کو واپس لے لینا ہے اور قبروں میں لٹا دینا ہے، ننگے آئے تھے اور کفن لپیٹ کر بلاتے ہیں، بلاتے وقت ایک کفن مل جاتا ہے، باقی نہ بنگلہ جائے گا، نہ موٹر جائے گی۔ سن لو! میں یہ نہیں کہتا کہ یہ سب ناجائز ہے، اللہ نے دیا ہے، حلال ہے لیکن ان سے دل نہ لگاؤ، دل کے باہر کار ہو اور کاروبار بھی ہو مگر دل میں یار ہو یعنی اللہ ہو، بس پھر دیکھو دل کا مزہ! جس گھر میں گھر والا نہ ہو وہ گھر ویران ہوتا ہے، مومن کا دل اللہ کا گھر ہے، جب تک اللہ کو دل میں نہیں لاؤ گے یہ دل ویران رہے گا، کہیں چین نہیں پاؤ گے۔ ان فانی حسینوں سے دل لگانے والے کو ندامت و پشیمانی ہوگی، ان حسینوں کے جغرافیے بدلنے والے ہیں ؎

اِدھر جغرافیہ بدلا اُدھر تاریخ بھی بدلی
نہ اُن کی ہسٹری باقی نہ تیری مسٹری باقی

پہلے میں اس شعر میں میری مسٹری کہتا تھا لیکن اب تیری کہوں گا، میری کیوں کہوں؟ تو میرا شعر ہے ؎

جو کرتا ہے تو چھپ کے اہلِ جہاں سے
کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

دنیا والوں کو تو تم دھوکا دے سکتے ہو یہاں تک کہ شیخ کو بھی دھوکا دے سکتے ہو،

شیخ عالم الغیب نہیں ہوتا البتہ علامات سے پتا چل جاتا ہے، اس کے چہرے سے اور آنکھوں سے دھواں اٹھتا ہے، لعنتی چہرے پہچان لئے جاتے ہیں، اس کے دل کی بے چینی اور دل کا حواس باختہ ہونا اس کا چہرہ بتا دیتا ہے لیکن یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ تو دیکھ رہے ہیں تو پھر اس کو اپنا قرب دیں گے یا عذاب دیں گے؟ بس خانقاہ میں آمد کا اور اہل اللہ کا دامن پکڑنے کا جو حاصل ہے اگر وہ حاصل نہیں تو کچھ حاصل نہیں۔ وہ یہی دو چیز کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے اعمالِ رضا کو اختیار کیجئے اور اللہ کی ناراضگی اور اعمال ناراضگی سے ڈریئے۔

ایک سیدزادہ کا واقعۂ عبرت

اس کے لئے تین عمل کی ضرورت ہے، ۱۔ اہل اللہ کی صحبت، ۲۔ ذکر اللہ کی مداومت اور ۳۔ گناہوں کے اسباب سے مفارقت۔ فَفِرُّوۡۤا اِلَی اللّٰہِ۔ اللہ کی طرف بھاگو، گناہوں کے اسباب کے قریب ہونا بہت خطرناک چیز ہے، وی سی آر پر ننگی فلم ایک سیدزادہ نے دیکھی جس کی عمر سترہ اٹھارہ سال تھی، چھ مہینے تک نماز نہیں پڑھ سکا، سارا مادہ منویہ پیشاب کے ساتھ نکلتا رہا اور ہڈیاں نکل آئیں، چہرہ پیلا ہوگیا، مرنے کے قریب ہوا تو میرے پاس آیا۔ اس نے کہا کہ میں موت کے منہ میں آچکا ہوں، ایک ہی دفعہ گندی فلم دیکھی، آج چھ مہینے ہوگئے، جب سجدہ کرتا ہوں تو سجدے میں وہی گندا مقام نظر آتا ہے۔ پھر اس کا علاج کیا، الحمدللہ آج وہ زندہ ہے۔ ایک مہینہ بھی اس نے علاج نہیں کیا ہوگا کہ ان خیالات خبیثہ سے نجات پا گیا اور صحت بھی ٹھیک ہوگئی، اس کا چہرہ جو پیلا تھا پھر سرخ ہونے لگا، خون بڑھنے لگا، سکون ملنے لگا۔

خس و خاشاک جلتے جا رہے ہیں
نکھرتا آرہا ہے رنگِ گلشن

جو علاج کیا وہ پرچہ چھپا ہوا ہے، میں نے اس تجربہ کے اصول کو جو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا ہے، وہ فوٹو اسٹیٹ موجود رہتا ہے، جب چاہو لے لو۔ اس پرچہ کا نام ہی عشق مجازی اور اس کا علاج ہے۔

بزرگوں کی دعا رائیگاں نہیں جاتی

الحمد للہ! مجھے اللہ نے جوانی سے بزرگوں کے ساتھ رکھا ہے، اٹھارہ سال کی جوانی میں میں نے اپنے مرشد مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ کالے بالوں میں میں نے بیعت کی اور سفید بالوں میں میرے شیخ مجھے چھوڑ کر، غمِ جدائی دے کر دنیا سے تشریف لے گئے، اتنے زمانے تک اللہ نے ساتھ رکھا، بزرگوں کی دعا رائیگاں نہیں جاتی، اللہ والوں کی دعا کسی نہ کسی وقت کام آتی ہے، چاہے دیر سے آئے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو علمِ تفسیر میں جو اتنی مہارت حاصل ہوئی ہے کہ اتنا بڑا رئیس المفسرین! پوری دنیا میں ان جیسا کوئی مفسر نہیں ہوا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی ان کے مقابلہ میں کوئی مفسر نہیں تھا، ہمارے شیخ مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ان کو صرف خدمت سے اور دعائے نبوت سے یہ مقام ملا۔ وہ کیسے؟

((اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَی الْخَلَآءَ فَوَضَعْتُ لَہٗ وَضُوْءًا (وَ رُوِیَ اَنَّہٗ سَکَبَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضُوْءًا عِنْدَ خَالَتِہٖ مَیْمُوْنَۃَ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ مَنْ وَضَعَ لِیْ وَضُوْئِیْ ...... الخ ۔المعجم الکبیر للطبرانی: رقم الحدیث ۱۲۵۰۶) فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ مَنْ وَضَعَ ھٰذَا قَالُوْا: اِبْنُ عَبَّاسٍ قَالَ اَللّٰھُمَّ فَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ ۔ (صحیح مسلم: (قدیمی)، کتاب فضائل الصحابۃ، ج ۲ ص ۲۹۸) وفی روایۃ البخاری (کتاب العلم؛ ج ۱ ص ۱۷) اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ))

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے استنجاء کرنا ہے تو دیکھا کہ ایک لوٹا پانی رکھا ہوا ہے، پوچھا کہ کس نے رکھا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ آپ کے چچا کے بیٹے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رکھا ہے، دوبارہ جب لوٹ کر آئے تو پھر دیکھا کہ ایک لوٹا وضو کے لئے بھی پانی رکھا ہوا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کس نے رکھا ہے؟ کہا کہ آپ کے چچا کے بیٹے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رکھا ہے۔ خدمت سے دعا دل سے نکلتی ہے، اللہ والوں کے دل سے اپنے لئے دعا نکلواؤ اگرچہ دعا کی درخواست کرنا بھی سنت ہے، لیکن اصل دعا وہ ہے جو دل سے نکلے، بس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دے دی، اے اللہ! اس کو دین کی سمجھ دے دے اور قرآن پاک کا بہت بڑا مفسر بنادے۔ آج وہ رئیس المفسرین کہلاتے ہیں۔ تو میرے شیخ فرماتے تھے کہ اللہ والوں کی دعا زبردست لگتی ہے چونکہ اللہ والے اللہ کے محبوب ہوتے ہیں، اللہ کے پیارے ہوتے ہیں اور اللہ اپنے پیارے کی دعا زیادہ سنتا ہے۔

چھوٹوں سے دعا کرانے کا طریقہ

اور اپنے چھوٹوں سے بھی دعا کروانی چاہئے۔ بعض لوگ اپنے بیٹوں سے دعا کے لئے نہیں کہتے، کہتے ہیں کہ ہم بڑے ہیں، ہیڈ آف ڈپارٹمنٹ یعنی ہیڈ آف خاندان ہیں یا ہیڈ آف فیملی سمجھ لیجئے لیکن سنئے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عمرہ کرنے کی اجازت دے دیجئے، میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں:

((اِسْتَأْذَنْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْعُمْرَةِ فَأَذِنَ لِیْ وَقَالَ اَشْرِكْنَا یَا اُخَیَّ فِیْ دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا فَقَالَ كَلِمَةً مَّا یَسُرُّنِیْ اَنَّ لِیْ بِهَا الدُّنْیَا۔ رواہ ابوداؤد والترمذی))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب الدعوات؛ ص ۱۹۵)

آپ ﷺ نے اجازت دے دی اور فرمایا کہ اے عمر! مجھ کو دعا میں یاد رکھنا۔ یَا اُخَیَّ بمعنی اے بھیا! اَشْرِکْنَا فِیْ دُعَآئِكَ مجھ کو دعا میں شریک رکھنا وَلَا تَنْسَنَا اور اے عمر! ہم کو دعا میں بھول نہ جانا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زندگی میں ایسا مزہ، ایسی خوشی کبھی نصیب نہیں ہوئی جس دن حضور ﷺ نے سید الانبیاء ہو کر اپنے ایک ادنیٰ غلام اور امتی سے دعا کے لئے فرمایا۔ تو اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اپنے چھوٹے ہیں، شاگرد ہیں ان سے بھی دعا کرواؤ، البتہ مضمون کا انداز بدل جائے گا، اگر بڑے سے دعا کرانی ہے تو یوں کہنا چاہئے کہ آپ سے دعا کی درخواست ہے، اب بیٹے سے کہیں تو درخواست والے لفظ کا استعمال ٹھیک نہیں، یوں کہنا چاہئے ہمارے لئے دعا کیا کرو، اگر برابر کا ہے تو گذارش کا لفظ استعمال کرو کہ آپ سے دعاؤں کی گذارش ہے۔ برابر کا ہے تو گذارش، بڑا ہے تو درخواست اور چھوٹا ہے تو بیٹا! ہمارے لئے دعا کیا کرو کے الفاظ استعمال کریں۔

بالطف زندگی کا وعدہ تقویٰ سے رہنے میں ہے

میں عرض کر رہا تھا کہ گناہوں میں چین نہیں، یہی کہتا ہوں کہ اپنی زندگی کو قیمتی بھی بنالو اور مزیدار بھی بنالو، اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتے ہیں:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾

(سورۃ النحل: آیۃ ۹۷)

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کا ترجمہ کرتے ہیں کہ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرے، ہم اس کو لطف والی زندگی دیں گے مگر شیطان کان میں آ کر کہتا ہے کہ لطف کوئی نماز میں ملے گا؟ ارے مسجد میں لطف ڈھونڈ رہا ہے؟ لطف تو وی سی آر میں ملے گا، سینما میں، گناہ میں، نافرمانی میں لطف ملے گا جبکہ جس نے لطف کو پیدا کیا ہے، جو مزے کا، لذت کا خالق ہے اور ہماری زندگی کا

پیدا کرنے والا ہے وہ قرآن میں اعلان کررہا ہے کہ اگر تم لطف والی مزیدار زندگی چاہتے ہو تو ایمان لانے کے بعد اچھے عمل کرو فَلَنُحۡیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً ہم تم کو ضرور ضرور بڑی پاکیزہ اور مزیدار زندگی دیں گے، ایسی مزیدار زندگی دیں گے کہ اللہ والے فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم ہمارے دلوں کو جو چین حاصل ہے، بادشاہوں کو وہ سکون خواب میں بھی نصیب نہیں۔ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں اللہ کا نام لیتا ہوں اور اللہ مجھے اپنے نام کے مزے سے مست کرتا ہے تو اس مزے کے مقابلے میں، میں ایران کی کاؤس و کَے کی دو سلطنتیں ایک جَو کے بدلے میں خریدنے کے لئے تیار نہیں ہوں ؎

چو حافظ گشت بے خود کے شمارد

بیک جو مملکتِ کاؤس و کے را

سلاطین و بادشاہ اس مزے کو کیا جانیں ؎

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے دردسا اکثر رہتا ہے

اور اہل صفا کے سینوں میں اک نور کا دریا بہتا ہے

اللہ والوں کے سینوں میں اللہ کے نور کا دریا بہہ رہا ہے، ان سے پوچھو کہ مزہ کیا چیز ہے، جو خالقِ مزہ کو خوش کئے ہوئے ہیں، جن لوگوں نے اس مالک کو خوش کیا جو خوشی پیدا کرنے پر قادر ہے، اس کی خوشی کے عالم کا کیا عالم ہوگا؟ اور جو اس مالک کو ناراض کرے جو غم بھی پیدا کرتا ہے تو اس کے غم کے عالم کا کیا عالم ہوگا؟

گناہوں میں مزہ کیوں آتا ہے؟ ایک الہامی مثال

گناہوں میں تھوڑی دیر کے لئے تو مزہ آتا ہے مگر بعد میں پریشانی ہوتی ہے، گناہ کے مزے کی مثال میرے اللہ نے جنوبی افریقہ میں میرے دل میں ڈالی کہ ایک دشمن کسی کی پٹائی کرتا ہے، اس کا ارادہ سو جوتے مارنے کا ہے،



گناہوں کے عارضی مزہ کی عجیب مثال

لیکن ایک ہی جوتا مارنے کے بعد وہ بھاگ جاتا ہے، تو اس کی قوتِ فرار اس مارنے والے کی گرفت سے باہر ہوجاتی ہے۔ تو ایک دن اس نے کسی سے مشورہ کیا کہ میرا ایک دشمن ہے، میں اس کو سو جوتے مارنا چاہتا ہوں لیکن وہ ایک ہی جوتے میں ایسا بھاگتا ہے کہ میں اس کی دوڑ کی طاقت نہیں رکھتا تو کوئی ایسی ترکیب بتاؤ کہ میری سو جوتے مارنے والی آرزو پوری ہوجائے۔ اس نے کہا کہ اس کو ایک گلاب جامن میں تھوڑا سا نشہ رکھ کر کھلا دو، گلاب جامن کھا کر ایسا نشہ آئے گا کہ وہ بھاگ ہی نہ سکے گا پھر تم اس کے سو جوتے لگا دینا۔ تو شیطان بھی گناہ میں ایک نشہ ڈال دیتا ہے اور اس کے بعد پھر سو جوتے لگاتا ہے۔

آزاد کشمیر میں ایک جگہ دیکھی، وہاں بہت مچھر ہیں مگر ایک بھی مچھر کاٹتا نہیں، ہم وہاں پندرہ دن رہے، میں بڑا حیران تھا۔ وہاں کے ایک مدرسہ کے مہتمم صاحب سے پوچھا کہ یہاں مچھر کیوں نہیں کاٹتے؟ تو بتایا کہ یہاں بھنگ کے پودے ہیں، مچھر بھنگ پی کر سوئے سوئے رہتے ہیں، کاٹیں تو جب جب عالمِ خودی میں ہوں وہ تو عالمِ بے خودی میں رہتے ہیں، یہی وجہ تھی کہ وہاں رہتے ہوئے کسی دن مچھروں نے نہیں کاٹا۔ اس لئے ہم نے اس جگہ کو مرکز بنایا، اس جگہ کا نام نعمان پورہ ہے، بیس میل بھی وعظ کے لئے جانا ہوا لیکن شام کو ہم لوگ وہیں آجاتے تھے، پہاڑ کا دامن تھا اور سامنے چشمہ چاندی کے پانی کی طرح بہتا تھا۔ وہاں تہجد کے وقت ایک چڑیا بولتی تھی، اس کا نام ہمارے دوست شیخ جی نے تہجدی چڑیا رکھا تھا، وہ اس وقت کے علاوہ پھر نہیں بولتی تھی۔ جنوبی افریقہ کے دیہات میں ایک مدرسہ ہے، وہاں بھی ایک چڑیا بولتی تھی، اس کی آواز تھی ''حق تعالیٰ، حق تعالیٰ، حق تعالیٰ'' میں نے اسکی آواز کو ٹیپ کرالیا۔ اللہ نے چڑیوں کو بھی اپنا نام سکھا دیا، ہم انسان ہو کر اس سے غافل ہیں۔

دوستو سمجھ لو! جو بیٹا باپ کو خوش رکھتا ہے، باپ بھی اس کو خوش رکھنے کی

کوشش کرتا ہے اور جو بندہ اپنے مالک کو خوش رکھتا ہے مالک بھی اس کو خوش رکھنے کے لئے مال واسباب اور سارا عالم لگا دیتا ہے۔ زمین وآسمان، سورج و چاند، فرشتے، بلوں میں چیونٹیاں اور دریاؤں کی مچھلیاں اس کے لئے دعا کرتی ہیں اور جو اپنے مالک کو ناراض کرے تو ؎

نگاہِ اقربا بدلی مزاجِ دوستاں بدلا
نظر اک ان کی کیا بدلی کہ کل سارا جہاں بدلا

سُکھ میں اللہ کو یاد رکھو تاکہ دُکھ میں اللہ تمہیں یاد رکھے

اللہ تعالیٰ چند دن کی مہلت دئے ہوئے ہے، وہ حلیم ہے، حلیم وہ ذات ہے جو عذاب دینے میں جلدی نہ کرے مگر ان کے کرم سے غلط فائدہ نہ اٹھاؤ، اچانک کوئی پکڑ آجاتی ہے، پھر ایسی پکڑ آتی ہے کہ کیا عرض کروں۔ کلفٹن پر ایک شخص تھا مولویوں کو گالیاں دیتا تھا اور کہتا تھا کہ ہمیں کوئی نماز کا نہ کہے، ہم نہیں پڑھتے نماز، ہمارے پاس اتنا بینک بیلنس ہے، چھ بنگلوں کا کرایہ آرہا ہے، ہماری سات پشتیں کھا سکتی ہیں، ہمارے پاس بریانی وکباب کھانے کے لئے اتنا پیسہ ہے پھر ہم نماز کیوں پڑھیں؟ نماز وہ پڑھے جو کنگال ہو۔ پھر کیا ہوا سنو! خبر ملی کہ پہلے پیٹ میں السر پیدا ہوا پھر کینسر ہوا، اس کے بعد بریانی کباب سب منع ہو گئے، ڈاکٹروں نے پیٹ پھاڑ کر نلکی ڈالی، دو تولہ جَو کا پانی پیتا تھا، دنیا کی ساری نعمتوں سے محروم ہو گیا، اس کے بعد آکسیجن لگ گئی اور نیند بھی کم ہو گئی۔ پھر اس کو مولانا لوگ یاد آئے، کہا کہ امام صاحب سے کہو کہ ہمارے لئے دعا کریں، چھ ماہ تک زندہ رہا، اس کے بعد اسی بیماری میں چھ بنگلے چھوڑ کر دنیا سے چلا گیا۔ اس لئے:

((اُذْكُرُوا اللّٰهَ فِي الرَّخَآءِ يَذْكُرْكُمْ فِي الشِّدَّةِ))

(مصنف ابن ابی شیبة: کلام ضحاك بن قیس رضی اللہ عنہ ؛ رقم: ۳۴۷۹۴)

آرام میں اللہ کو یاد کرو اللہ دُکھ میں تم کو یاد کریں گے۔ جب ہم عیش میں رہتے ہیں تو گناہوں کے انڈے تلاش کرتے ہیں اور جب پیٹھ پر اللہ کے ڈنڈے پڑتے ہیں پھر خدا یاد آتا ہے، یہ شرافت نہیں ہے۔ شریف بیٹا وہ ہے جو باپ کا ڈنڈا نہیں بلکہ اس کی مہربانیاں سوچ کر اپنے باپ کی خدمت کرے، شریف بندہ وہ ہے جو اپنے اللہ کے احسانات کو سوچے کہ زمین اس نے بنائی، آسمان سورج چاند بنائے، کیا سورج تمہارے باپ دادا نے پیدا کیا ہے جو آستین کھینچتے ہوئے اکڑ کر کہتے ہو کہ میں نے اتنا کمایا، اگر اللہ سورج نہ پیدا کرتا اور کھیتوں میں غلہ نہ پیدا ہوتا تو نوٹ کی گڈیاں ہوتے ہوئے مرجاتے، نوٹوں سے کہیں پیٹ بھرتا ہے؟ اللہ نے سارا عالم ہماری پرورش میں لگا رکھا ہے، سائنس دانوں نے اتنا کہہ دیا کہ اگر ہمالیہ پہاڑ نہ ہوتا تو خلیج بنگال کی مون سون ہوائیں ہمالیہ پہاڑ پار کر کے بادلوں کو آزربائیجان، تاشقند، بخارا، سمرقند، ازبکستان لے جاتیں اور سارا پانی وہاں برستا اور جنوبی ہند مثل منگولیا کے ویران اور غیر آباد ہوجاتا، لیکن ایک اللہ والے نے کہا کہ سائنس دانوں کو اتنا تو پتا چلا کہ خلیج بنگال سے مون سون ہوائیں اٹھیں اور ہمالیہ سے ٹکرا کر جنوبی ہند میں برسیں اس لئے جنوبی ہند سرسبز و شاداب اور ہرا بھرا ہے لیکن ان ظالموں کو یہ احساس کیوں نہیں ہوتا کہ سورج کس نے پیدا کیا جس نے سمندر کو گرم کر کے بادل بنائے، اگر خدا کا سورج نہ ہوتا تو تمہارے باپ دادا کہاں سے سورج لے کر آتے؟ سورج نہ ہوتا تو یہ مون سون اور یہ بادل کیسے بنتے؟ یہ خلیج بنگال اور ہمالیہ پہاڑ کس نے پیدا کیا؟ عقل پر جب عذاب ہوتا ہے تو آدمی اسباب کا بندہ بن کر رہ جاتا ہے۔

مصائب سے نجات کا نسخہ

جیسے ایک دیوار ایک کھونٹے کے ہاتھ جوڑ رہی تھی، بڑھئی دیوار میں کھونٹا لگا کر ہتھوڑے مار رہا تھا تو دیوار نے کہا قَالَ الْجِدَارُ لِلْوَتَدِ لِمَا تَشُقُّنِي

اے کھونٹے ! میرا کلیجہ کیوں پھاڑ رہا ہے؟ میں ہاتھ جوڑ کر تجھ سے منت خوشامد کرتی ہوں کہ میرے اندر نہ گھس، میرا سینہ پھٹا جا رہا ہے۔ تو کھونٹے نے کہا کہ سَلْ مَنْ يَّدُقُّنِيْ اے بے وقوف! ہاتھ جوڑ کر اس بڑھئی سے درخواست کر، اس کی خوشامد کر جو ہمیں ٹھونک رہا ہے، اگر یہ بڑھئی ہمیں نہ ٹھونکے تو ہم ایک بال کے برابر بھی آگے نہیں بڑھیں گے۔ جب طوفان آتا ہے تو ریڈیو اعلان کرتا ہے کہ ساحل فوج کے حوالہ کر دیا گیا ہے اور طوفان کی رفتار دیکھنے کے لئے سائنسی آلات لگا دیئے گئے ہیں، ہم نے پوری تیاری کر لی ہے۔ لیکن اس کے بعد جب طوفان آتا ہے تو سائنسدان اور ان کی مشینیں سب ڈوب جاتا ہے اور فوج کو بھی وہاں سے بھاگنا پڑتا ہے۔ اکبر الٰہ آبادی جج بھی تھے اور شاعر بھی تھے، فرماتے ہیں ؎

جہاں طوفان میں پھنس کر سفینہ ڈگمگاتا ہے
وہیں قدرِ خدا و ناخدا معلوم ہوتی ہے

تو اس کھونٹے نے کتنا عمدہ جواب دیا کہ اے دیوار! میری خوشامد مت کر، بڑھئی سے کہہ کہ مجھے مت ٹھونکے۔ لہٰذا تم لوگ یہ پیمائش مت کرو کہ طوفان کس رفتار سے آ رہا ہے، اس کی کیا مقدار ہے بلکہ اس اللہ کو خوش کرو جو اس کو لا رہا ہے، سب بلائیں پریشانیاں وہاں سے آتی ہیں، ان کو راضی کرو، عذاب دیر سے آنے سے یہ مت سمجھو کہ خدا ہماری پکڑ نہیں کرتا، کبھی اکھٹا ہی پکڑتے ہیں اور دل کو تو اسی وقت پکڑ لیتے ہیں۔ دنیا میں کسی گنہگار کو چین حاصل نہیں ہے۔ دیکھو! جب بادشاہ کسی ملک پر حملہ کرتا ہے تو کانسٹیبل اور تھانیدار کو گرفتار نہیں کرتا، اُس ملک کے بادشاہ کو پکڑتا ہے۔ تو جسم کا بادشاہ دل ہے، ہر گناہ سے دل میں پریشانی ہوتی ہے، دل بے سکون رہتا ہے کہ پتا نہیں کب بلاوا آ جائے، کب موت آ جائے، اس وقت ہماری کیا حالت ہوگی، ہم اللہ کو کیا جواب دیں گے؟

اس لئے عرض کرتا ہوں کہ اپنے مالک کو خوش کرو ان شاء اللہ تعالیٰ اتنے خوش رہو گے کہ اس خوشی کو بادشاہ بھی نہیں سمجھ پائیں گے، جو جتنا زیادہ اللہ کو خوش رکھتا ہے خصوصاً وہ زندگی جو ہر سانس اللہ پر فدا کر رہی ہو اور ایک سانس بھی خدا کو ناراض نہ کر رہی ہو۔ واللہ! خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اس سے بڑھ کر زندگی کسی کی نہیں جس کی ہر سانس خدا پر فدا ہو اور ایک سانس بھی اپنے اللہ کو ناراض نہ کرتا ہو۔ بس یہی ہے حاصل بندگی، اس کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے، اللہ والوں کی جوتیاں اٹھانی پڑتی ہیں، اللہ کا ذکر اور اس کو یاد کرنا پڑتا ہے۔

عورتوں کی اصلاح کا طریقہ

اب دو تین ملفوظ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے سنائے دیتا ہوں، بزرگوں کی بات اس لئے سناتا ہوں کہ ان کے الفاظ میں نور ہوتا ہے۔ فرمایا کہ عورتوں کی اصلاح کے لئے بس یہ کافی ہے کہ وہ دین کی کتابوں کا مطالعہ کریں یا ان کا شوہر ان کو دینی کتاب پڑھ کر سنائے لیکن اگر کسی عالم کو لا کر پردہ سے بیان سنوایا جائے تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ عورتیں اپنے خاوند کی معتقد نہیں ہوتیں۔ ایک بزرگ کا واقعہ سنا چکا ہوں کہ دعا کر رہے تھے، اللہ میاں! مجھے کوئی کرامت دے دے تو میری بڑھیا میری عزت کیا کرے، وقت پر صبح چائے پلائے، ٹانگ دبائے، سر میں تیل کی مالش کرے، اس کے بجائے ہر وقت ٹِکٹ ٹِکٹ ٹِکٹ ٹِکٹ کرتی رہتی ہے۔ الہام ہوا چارپائی پر بیٹھ جا، ابھی ہم اس کو اُڑا دیتے ہیں۔ چارپائی پر بیٹھے، چارپائی اُڑی، تین چار دفعہ گھر کا چکر لگایا اور اس بڑھیا نے دیکھ بھی لیا اور سوچا کہ واقعی بزرگ ایسے ہوتے ہیں۔ بزرگ نے آکر پوچھا تم نے کوئی ولی اللہ دیکھا جو آسمان پر اُڑ رہا تھا؟ کہا ہاں دیکھا، ایک تم ہو جو زمین پر دھرے رہتے ہو۔ تو انہوں نے دل میں کہا کہ بس آج کام بن گیا، اب تو معتقد

ہوگئی ہے۔ کہا وہ میں ہی تو تھا، فوراً بولی تب ہی تو میں کہوں ٹیڑھے ٹیڑھے کیوں اُڑ رہا ہے؟ کیسے پینترا بدلا، NOC نہیں دیا، اس لئے حکیم الامت فرماتے ہیں ان کو دین کی کتابیں سناؤ یا کسی عالم کا اللہ والے کا بیان سنواؤ لیکن اگر بڑے شخص جیسے مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں ہیں مثلاً بہشتی زیور، حیات المسلمین، تعلیم الدین، آداب المعاشرت وغیرہ تو شوہر خود بھی سنا سکتا ہے چاہے بیوی شوہر کی معتقد نہ بھی ہو۔ بہشتی زیور کا ساتواں حصہ اتنا مفید ہے کہ اگر کوئی برابر پڑھتا رہے تو اخلاقِ اولیاء پیدا ہو جائیں، سالکین کے لئے اکسیر ہے۔

نماز میں یکسوئی حاصل کرنے کا طریقہ

فرمایا کہ نماز اگر سنت کے موافق ہو تو چاہے لاکھوں وسوسے آئیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اُس نماز سے جو خلاف سنت ہو مثلاً آنکھ بند کر کے نماز پڑھنا۔ یکسوئی تو ہے مگر سنت کی مخالفت کی وجہ سے اس میں سنت کا نور نہیں ہوگا۔ اسی طرح جماعت سے نماز نہ پڑھنا۔ کہتے ہیں تنہائی میں بڑے سکون سے نماز ادا کرتا ہوں جماعت میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں، دل منتشر ہو جاتا ہے، ہرگز اس کو نور محسوس نہیں ہوگا۔ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت میں نے ایک حور کو خواب میں دیکھا مگر وہ اندھی تھی۔ حاجی صاحب نے فوراً فرمایا کہ تم آنکھ بند کر کے نماز تو نہیں پڑھتے؟ اللہ والوں کی فہم تو دیکھو۔ کہا جی ہاں، فرمایا سنت کے ترک کی وجہ سے تم کو اندھی حور ملی لہٰذا آنکھیں کھول کر پڑھا کرو۔ نظر سجدہ کی جگہ پر رکھو، بس شعاعِ نظر کو سجدہ کی جگہ پر جمالو کہ یہاں سجدہ ہے۔ ہر موقع پر نظر کا حکم الگ ہے، رکوع میں اپنے پیروں کو دیکھو، التحیات میں پہلو یعنی گود پر نظر رکھو، سجدہ میں ناک پر نظر رکھو، ناک بہت بڑی معلوم ہوگی اور سارے وسوسے ختم

ہو جائیں گے۔ سجدہ میں پہلے ناک رکھئے، پھر پیشانی رکھئے، اول تو اس ترتیب کی فکر ہی وسوسے ختم کر دے گی کہ بھئی پہلے ناک رکھنا ہے، پھر پیشانی رکھنا ہے۔ پھر جو پڑھئے اس کے معانی کا بھی خیال رکھئے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ اے میرے عظمت والے پالنے والے رب اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی اے میرے بلندی والے پالنے والے رب۔ دیکھو اگر بچہ دس دفعہ کہتا ہے ابوابو اور ایک دفعہ کہتا ہے میرے ابو! آپ سن نہیں رہے ہیں تو ابا کو وجد آجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سجدے میں اور رکوع میں ہماری پستی اور فنائیت پر یہ انعام عطا فرمایا کہ یہاں خالی رب مت کہو، یہ کہو اے میرے ربّا! یا ربی! سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ اے میرے پالنے والے! میرا لگاؤ۔ میں تمہارا کیا لگتا ہوں وہ ظاہر کرو، رکوع میں بھی سجدہ میں بھی، میں تمہارا کیا لگتا ہوں؟ رب تو میں کافر کا بھی ہوں، شیطان کا بھی رب ہوں، زمین و آسمان کا بھی رب ہوں، تم کہو میرے ربّا! مجھ کو پالنے والے! آپ بڑی بلندی والے عظمت والے ہیں۔ سنت پر نماز پڑھ کے دیکھئے، ان شاء اللہ وسوسے ختم ہو جائیں گے۔

دین و دنیا کی تمام پریشانیوں کا حل

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک صاحب کا لمبا خط آیا ہے جس میں دین و دنیا کی تمام پریشانیاں لکھی ہیں۔ اس مجمع میں شاید کوئی ایسا ہو تو غور سے سن لے، بعض حالات بعضوں کے لئے فِٹ (Fit) ہو جاتے ہیں۔ حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اپنے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا چاہئے اور پھر جس طرح سے مالک رکھے راضی رہو۔ یہ بہترین تدبیر ہے کوئی تدبیر کر کے تو دیکھے۔ بعض لوگوں کو حضرت نے فرمایا کہ تم جو پریشان ہو تم اپنی تجویز سے پریشان ہو، تم نے اپنی زندگی کا کوئی نقشہ سامنے رکھا ہوا ہے، اگر تم مولیٰ کی

مرضی پر جینا سیکھ لو اور اپنا نقشہ بکس میں بند کر کے رکھ دو تو اس کا نام تسلیم ہے۔ اگر تم اپنی تجویز کو تفویض کر دو تو پریشانی ختم ہو جائے گی۔ جس مومن کو پریشانیاں ہیں وہ تجویز کی وجہ سے ہیں کہ ہمیں یہ کھانا ملنا چاہئے، ہمارا اتنا بڑا گھر ہونا چاہئے، ہمارا کپڑا ایسا ہونا چاہئے، ہمارے لڑکے امریکہ سے میڈیکل کالج کا فرسٹ ڈویژن پاس کر کے ڈگری لے آئیں، لڑکی بھی ڈاکٹرنی بن جائے۔ یہ ساری تجاویز کی وجہ سے پریشانی ہے، اگر تسلیم کا مادہ پیدا ہو جائے، اللہ کی طرف تفویض کر دو تو ان شاء اللہ کوئی پریشانی نہیں ہو گی۔

ایک صاحب نے لکھا کہ بہت مقروض ہو گیا ہوں اور جن لوگوں کا قرضہ ہے وہ ہم کو دھمکی دے رہے ہیں اور میری نیند اُڑی ہوئی ہے، حضرت نے لکھا کہ جو قرض والے ہیں وہ تم کو زیادہ سے زیادہ جیل میں ڈال سکتے ہیں، تم قید خانے کی قید کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ، اگر حضرت یوسف علیہ السلام پیغمبر ہو کر قید خانے میں جا سکتے ہیں تو تم کیوں اتنا پریشان ہو؟ اس کے بعد ضمانت سے چھوٹ جاؤ گے۔ پھر حکومتِ وقت اور جج، عدلیہ تمہاری آمدنی کو ٹٹولے گی کہ تمہاری ماہانہ آمدنی کیا ہے؟ اس لحاظ سے ماہانہ قرض کی ادائیگی کی ایک قسط باندھ دے گی، اب کیا پریشانی ہے؟ جب اس کو خط پہنچا تو اس نے جواب لکھا کہ میری ساری پریشانی دور ہو گئی اور میں ٹانگ پھیلا کر خوب سو رہا ہوں کہ زیادہ سے زیادہ جس کا قرضہ ہے یہی تو کرے گا کہ مجھے جیل میں ڈال دے گا۔ یہ تھے حکیم الامت!

حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک مرتبہ میں جون پور میں بے حد مقروض ہو گیا۔ میرے سب لڑکے بیمار ہو گئے، قرضہ بھی بہت ہو گیا تو حضرت کو دو صفحات کا بڑا المباخط پریشانی کا لکھا تو حضرت نے لکھا کہ آپ نے اتنی پریشانیاں لکھیں، ایسا لگتا ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت ہی حاصل نہیں۔

آپ کی آنکھ کی روشنی سلامت ہے، کان کے سننے کی شنوائی سلامت ہے، فالج نہیں گرا، آپ کو لقوہ نہیں ہوا، اتنی نعمتیں آپ کے پاس ہیں اس کا کوئی تذکرہ نہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا اگر کوئی اور پیر ہوتا تو وظیفہ لکھ دیتا یہ پڑھو یہ ہوجائے گا یہ پڑھو یہ ہوجائے گا، یا دل وجان سے دعا کرتا ہوں مگر حضرت نے کوئی وظیفہ نہیں لکھا، بلکہ لکھا کہ اللہ تعالیٰ کی جو موجودہ نعمتیں ہیں ان کا استحضار کرو کہ کیا ہم اس قابل تھے کہ ہماری آنکھ قائم رہے؟ جو لوگ بدنظری کررہے ہیں ان کی آنکھوں کی روشنی اس قابل ہے کہ اس کو خدا قائم رکھے یا اس کو اندھا کردینا چاہئے؟ بتاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے سزا نہیں دی بس اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا جو زیادہ شکر ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شکریہ کے صدقے میں اس کی نعمت میں اضافہ کرتا ہے اور اس کی پریشانی کو عافیت سے تبدیل کردیتا ہے۔

دعا کرو اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے، ہمارے جمعہ اور پیر کے اجتماع کو اپنی رحمت سے قبول فرمائے اور جتنے حضرات آتے ہیں، اختر کو اور میرے سب دوستوں کو اور جو خواتین گھر میں آتی ہیں سب کو اپنا محبوب اور مقبول بنالے۔ دستِ بکشا جانبِ زنبیلِ ما۔ اپنا دستِ کرم بڑھائیے اور ہمیں گناہوں کی دلدل سے اپنی رحمت سے نکال لیجئے۔ یا اللہ! اگر ماں باپ ہمیں دلدل میں دیکھ لیں تو ان کی مخلوق رحمت کا یہ حال ہے کہ ان کی نیند اُڑ جائے اور ہمیں دلدل سے نکال لیں تو آپ تو ارحم الراحمین ہیں، ہمیں گناہوں کی دلدل سے اپنی قوتِ جذب سے کھینچ لیجئے، جس کو آپ جذب کرتے ہیں اس کو پوری دنیا گمراہ نہیں کرسکتی۔

غالبی بر جاذباں اے مشتری
شاید ار درماندگاں را واخری

تمام جاذبین پر آپ غالب ہیں، ساری ٹیڈیوں پر ٹیڈوں پر جتنے دنیا میں ہم کو کھینچنے والے ہیں ان سب پر آپ کی قدرت غالب ہے، اے میرے خریدار! سارے جاذبینِ کائنات پر آپ غالب ہیں، ہم عاجزوں کو اور مغلوبوں کو اپنی رحمت سے خرید لیجئے اور اپنا بنا لیجئے، اگر ہم اپنی خباثتِ طبع سے اور گناہوں کی پرانی عادتوں کی وجہ سے آپ کے نہ بننا چاہیں تو بھی آپ زبردستی ہمیں اپنا بننے پر مجبور کردیجئے ؎

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
انہی کا ہوا جا رہا ہوں

یارب العالمین!

ہم بلاتے تو ہیں سب کو مگر اے رب کریم
ہم سب پر بَن جائے کچھ ایسی کہ بِن آئے نہ بنے

عجیب دعا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نسبتِ اولیاء عطا فرمادے اور اپنی محبت کے لئے مجبورِ محض کردے کیونکہ اختیار کے عذاب میں بہت دن ہوگئے، ہم اختیار ہی میں پھنسے ہوئے ہیں اور اپنے اختیار کو صحیح استعمال نہ کرنے سے عذابِ غیر اللہ میں مبتلا ہیں۔ اس لئے آپ اپنی رحمت سے بس ہمیں اپنے فضلِ خاص سے توفیق اور ہمت دے دیجئے کہ ہم گناہوں کو چھوڑ دیں اور ہمارے تمام غم اور فکر کو، دکھ اور پریشانی کو سُرور اور خوشیوں سے بدل دے، جس کو جو فکر ہے پریشانی ہے اللہ اس کو عافیت سے بدل دے، جو بیمار ہیں اللہ ان کی بیماری دور فرمادے، ہمیں شوگر کی بیماری ہے آپ لوگ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ ہماری شکر کو معتدل کردے اور شوگر کی بیماری سے نجات عطا کردے۔ آپ کو کیسے یقین دلاؤں کہ مجھے زندگی

میں اِمرتی نہایت پسند تھی، ابھی اِمرتی آئی ہدیہ میں تو میں کمرے سے بھاگ آیا کیونکہ میں اس کو برداشت نہیں کرسکا، دیکھ کر بھاگ کے یہاں آگیا۔ اس لئے فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰهِ کی آیت سمجھ میں آگئی۔ رات میں نے دعا مانگی کہ اللہ میاں! میرا اِمرتی کھانے کو دل تڑپ رہا ہے، اب چاہے مجھ کو کوئی کچھ کہے کہ بڑا لالچی ہے لیکن میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کا لالچی ہوں آپ کا لالچی نہیں ہوں۔ دعا کی کہ اے اللہ! شکر معتدل فرمادے تاکہ اختر شربت روح افزا بھی پیئے اور اِمرتی بھی کھائے۔ بھئی اللہ تعالیٰ ہم سب کو ساری نعمتیں کھانے کے لئے توفیق اور اسبابِ صحت عطا فرمادے اور ہمیں روحانی صحت بھی دے دے۔ جس کو جس گناہ کی عادت ہے یا اللہ جیسے ہم شکر سے مرض کی وجہ سے بچتے ہیں تو جو معصیت کے مریض ہیں ان کو معصیت سے، گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ جلد سے جلد ہمیں نسبت اولیاء عطا فرمادے۔ اللہ ہم سب کو اپنا مقبول ومحبوب فرما دونوں جہاں کے مالک نعمت دو جہاں ہم سب پر برسادے۔ اے اللہ! جہاں جہاں مسلمان کافروں کے ظلم تلے دبے ہوئے ہیں ان سب کو محفوظ و مامون فرما اور ہم سب کو بھی گناہوں سے مامون ومحفوظ فرما۔ اے اللہ! تیری طاقت ایسی ہے کہ تو کافروں کو کمزور کردے اور مسلمانوں کو روحانی طاقت عطا کردے اور فرشتوں کے ذریعہ ان کی مدد فرمادے۔ آمین۔

طلبہ کرام کو اہم نصائح

(۱۲ مئی ۱۹۹۳؁ء بروز بدھ بعد عشاء)

دین کی خدمت اہلِ تقویٰ سے لی جاتی ہے

اے میرے عزیز طالب علمو! آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ جو لوگ تقویٰ سے رہتے ہیں انہیں سے آئندہ دین کا کام ہوتا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ عالم بنیں، اللہ والے بنیں، آپ سے امت کی خدمت ہو تو آپ تقویٰ سے

رہیے، نافرمان آدمی سے اللہ تعالیٰ دین کی خدمت نہیں لیتا۔ دیکھو نظر کی حفاظت کرو۔ اے جوانو! دیکھنے سے کچھ نہیں ملتا، نہایت بے وقوف انسان ہے جو دوسرے کا مال دیکھتا ہے، کسی کی بیٹی کسی کی بہو کسی کے لڑکے کو دیکھتا ہے۔ بتاؤ کیا دیکھنے سے کچھ مل جاتا ہے؟ یہ احمقانہ اور بے وقوفی والا گناہ ہے، دوسروں کی عورتوں کو دیکھ کر دل کو تڑپانا اور کچھ نہ پانا اس سے بہتر ہے آپ نظر بچاتے، دل کو حفاظت سے یکسو کرتے اور سکون سے پڑھائی میں لگاتے۔ جب اللہ راضی ہوگا تو آپ کے دل میں ساری دنیا کی لیلیٰ خود آجائیں گی۔ جو مولیٰ والا بن جاتا ہے، جو مولائے کائنات سے رابطہ رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ساری دنیا کی حسینوں سے زیادہ، ساری دنیائے رومانٹک سے زیادہ اس کے قلب کو اپنے نام پاک کی لذت سے سکون اور مزہ عطا فرماتا ہے۔ اللہ والوں کے دل میں اللہ وہ مزہ دیتا ہے کہ ساری دنیا کے بادشاہ اور ساری دنیا کے مجنوں لیلیٰ اس مزے کو کیا جانیں۔ فانی حسن پر مجنوں صاحب پاگل ہوگئے، ان حسینوں کا قبروں میں کیا حال ہوگا؟ ایک منٹ کا مراقبہ کریں کہ ایک دن قبر میں جانا ہے اور بڑے بڑے حسین بڑی بڑی حسینہ سب کے سب قبروں میں ان کا کیا حال ہوگا؟ یہ مراقبہ ایک انجکشن کی طرح ہے، انجکشن میں زیادہ وقت نہیں لگتا۔

مدرسہ کھولنے کا اصلی مقصد کیا ہونا چاہیے؟

اسی طرح غصہ کا مرض ہے، سب لوگ سمجھ لو اس کو، خانقاہ میں جو کسی سے لڑے گا پھر مجھے سب سے زیادہ خطرناک اور غضب ناک پائے گا۔ مقصد اصلاح ہے اگر خانقاہوں میں اصلاح نہیں ہوگی تو کہاں ہوگی؟ ہر برائی سے بچو، تقویٰ سے رہو۔ اس لئے میں طلبہ کرام سے کہتا ہوں آپ کو خالی مُلّا بنانے کے لئے میں نے مدرسہ نہیں کھولا، اگر اللہ والا بننا ہے، تقویٰ والا بننا ہے، گناہ

سے بچنا ہے تب تو یہاں پڑھئے ،اگر میری ہدایت آپ کو کڑوی معلوم ہوتی ہے تو اُس مدرسہ میں چلے جایئے جہاں آپ کو پوری آزادی ہواور جس طرح سے چاہے آپ رہیں۔ مدرسوں کو پیٹ بنانا کہ استاد بن گئے، تنخواہ لے کر پڑھا رہے ہیں، تُف ہے ایسی زندگی پر۔ تنخواہوں کے لئے تم نے قرآن پاک یاد کیا ہےاور استاد بنے ہو۔ اللہ کے لئے پڑھواور اللہ کی محبت سیکھو، بزرگوں سے تعلق کرو۔ اگر مجھ سے مناسبت نہیں کوئی اور بزرگ تلاش کرو۔ مولانا سحبان محمود صاحب، مفتی تقی عثمانی، مولانا رفیع عثمانی، مفتی رشید احمد صاحب اور سید رضی الدین شیخ الہ آباد والے اتنے پتے بتادیے ان سے جُڑ جاؤ اگر اختر پسند نہیں، کون تم کو زبردستی اپنا دیوانہ بناتا ہے، میرے پاس دیوانوں کی کمی نہیں ہے، اتنی زیادہ میری اولاد ہے کہ ان کی تربیت کی ذمہ داری کو اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہوں کہ آپ ہم سے کام لے لیجئے ورنہ تعداد اتنی ہے کہ یاد ہی نہیں رہتا۔ اس لئے کہتا ہوں کہ جہاں دل لگے وہاں رہو۔ مگر یہاں میرے ادارہ میں اساتذہ سے لے کر باورچی تک، چوکیدار سے لے کر اور جتنے خادم ہیں آج سب اللہ تعالیٰ سے عہد کرلیں کہ ہمیں اللہ والا بننا ہے، تقویٰ والا بننا ہے، گناہ سے بچنا ہےاور صاحب نسبت بننا ہے۔

دینی طلبہ بھی ایک سومرتبہ کلمہ لازمی پڑھیں

میں حافظوں سے بھی کہتا ہوں اور اپنے بھانجے سے بھی کہتا ہوں اگر تم اللہ کے لئے یہاں رہتے ہو اور اللہ والا بننا چاہتے ہو تب تو رہو ورنہ میرا مدرسہ چھوڑ دو، ہمیں رشتہ داری نہیں چاہئے۔ یہاں ایک سومرتبہ روزانہ لاالہ الااللہ پڑھنا سب پر لازم ہے، اگر اس کے بغیر کھانا کھایا تو آپ کے لئے جائز نہیں ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے جو ایک تسبیح لاالہ الااللہ کی روزانہ پڑھے گا قیامت کے دن اس کا چہرہ چاند کی طرح روشن ہوگا۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ آپ کا چہرہ چاند

کی طرح روشن ہو؟ اب اگر کوئی کہے کہ ایک تسبیح سے اتنا بڑا فائدہ؟ چاہے وہ کچھ بھی کیا کرے؟ اس کا جواب سنئے۔جس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا کہ یہ میرا بندہ سو مرتبہ روزانہ لا الٰہ پڑھتا ہے، اس کا چہرہ قیامت کے دن چودہ تاریخ کے چاند کی طرح روشن کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو منہ اجالا کرنے والے اعمال کی توفیق بھی دیں گے اور منہ کالا کرنے والے اعمال سے بچنے کی توفیق بھی دیں گے۔فیصلہ اوپر ہوتا ہے لہٰذا اس کو معمولی مت سمجھو کہ اتنے سے وظیفہ سے کیا ہوتا ہے۔ہم اپنے نبی کی اس بشارت پر اعتماد رکھتے ہیں اور دعا بھی کرو کہ اے اللہ! منہ اجالا کرنے والے اعمال کی توفیق دیجئے اور منہ کالا کرنے والے اعمال سے حفاظت فرمایئے۔

اللہ کے لئے نفس کو مٹانے کا انعام

خانقاہ میں اپنے کو مٹا کر رکھیں۔دیکھو خواجہ صاحب نے کیا شعر پڑھا تھا؎

نہیں کچھ اور خواہش آپ کے در پہ میں لایا ہوں
مٹا دیجئے مٹا دیجئے میں مٹنے ہی کو آیا ہوں

ڈپٹی کلکٹر تھے، خانقاہ سے نکالے گئے تو دروازے پر بستر لگا دیا اور پھر حضرت کو لکھا، کیا شعر لکھا عجیب وغریب؎

اُدھر وہ در نہ کھولیں گے اِدھر میں در نہ چھوڑوں گا
حکومت اپنی اپنی ہے کہیں ان کی کہیں میری

ہاں مجھے مثلِ کیمیا خاک میں تو ملائے جا
شان مری گھٹائے جا رتبہ مرا بڑھائے جا

جب بندہ اپنے نفس کو مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عظمت دیتے ہیں۔یہ کتنی بڑی محرومی کی بات ہے کہ غصہ اور شہوت سے مغلوب ہو کر اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کو آدمی

بھول جائے، شیخ کے فرامین کو پاش پاش کردے اور شیخ کے دل کو زخمی کردے۔ یہ کیا معمولی جرم ہے؟ اگر ایک ہزار رکعات توبہ پڑھتے تو بھی کم ہوتا۔ شیخ کو ڈانٹنے کا حق ہے بے شک مولانا ابرارالحق صاحب مجھ کو ڈانٹیں۔ آپ دیکھتے ہیں جب میرے شیخ آتے ہیں تو ڈانٹ لگتی ہے یا نہیں؟ اس بڑھاپے میں جب کہ دادا بھی ہوں نانا بھی ہوں اور ہزاروں نہیں لاکھوں لوگ مجھ سے بیعت ہیں، جن میں بڑے بڑے علماء ربانیین ہیں جو اپنے وقت کے فرشتے ہیں، بنگلہ دیش کے لوگ جانتے ہیں لیکن حضرت جب ڈانٹتے ہیں تو میں یہ نہیں سوچتا کہ میں اتنے مریدوں کا شیخ ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں مریض ہوں میرا شیخ سرجن ہے، اس نے کوئی کینسر یا کوئی پھوڑا دیکھا اس لئے وہ آپریشن کررہا ہے۔ اور واقعی میں دل سے کہتا ہوں کہ اگر آج میرے شیخ کا سایہ مجھ پر نہ ہوتا تو میں تکبر میں مبتلا ہوجاتا۔ بنگلہ دیش میں کتنی عزت اللہ تعالیٰ نے دی، بڑے بڑے علماء میرے ہاتھ پیر دبانے کے خواہش مند ہوتے ہیں لیکن حضرت والا کی اس عظمت اور حضرت کے ارشادات اور ان کی ڈانٹ ڈپٹ سے ہماری کار میں جو ڈینٹ آجاتے ہیں تو میرے بابا ایک ڈانٹ میں سارا ڈینٹ نکال دیتے ہیں۔ اور میں شکر ادا کرتا ہوں کہ الحمدللہ! آج ہمارے سر پر کوئی بڑا تو ہے جو ہم کو ڈانٹنے والا ہے، وہ دن بہت منحوس ہوگا جس دن ہمارا کوئی بڑا نہ ہو، ہم سب کو ڈانٹیں اور ہم کو کوئی ڈانٹنے والا نہ ہو، وہ دن اچھا نہیں ہے، وہ دن منحوس ہے، برادن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمارے بزرگوں کا سایہ ہمارے اوپر رکھے لیکن ہم اپنے بزرگوں کے غضب اور احتساب اور تکدر سے پناہ چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو ہم سے خوش رکھے، ان کی شانِ تربیت پر شانِ رحمت اور شانِ کرم کو غالب فرمائیں لیکن ہمیں بھی اللہ نالائقی سے بچائے۔

مدرسہ مقصود نہیں اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہے

تو میرا مقصد مدرسہ نہیں ہے سمجھ لو۔ بار بار کہتا ہوں میں نے مدرسہ اس لئے کھولا ہے اس میں مُلّا اللہ والا بن جائے، میں نے آپ کو مُولی صاحب بنانے کے لئے مدرسہ نہیں کھولا ہے کہ کہا جائے مُولی صاحب آئے ہیں، میں نے اس لئے مدرسہ کھولا ہے کہ آپ کا لقب مَوْلَوِی ہو۔ لکھنوی معنی لکھنؤ والا، دہلوی معنی دہلی والا، مولوی معنی مولیٰ والا۔ اگر مولیٰ والا بننا ہے، تقویٰ سے رہنا ہے تو آپ میرے مدرسہ میں سرآنکھوں پر رہیں، ہم آپ کی خدمت کے لئے تیار ہیں لیکن اگر فاجرانہ فاسقانہ رہنا ہے، لڑکوں پر لڑکیوں پر بدنظری کرنا ہے، تو میرا دل آپ سے زخمی ہوجائے گا اور میں آپ سے یہی کہوں گا کہ ازراہِ کرم میرے مدرسہ کو خالی کردو۔ ہمارے پاس ہر سال اگر دو ولی اللہ پیدا ہوجائیں، دو عالم ربانی اللہ والے پیدا ہوجائیں تو اختر ہزاروں سال سجدہ کرے تو بھی اس کا شکر ادا نہیں ہوسکتا۔ مجمع لگانے سے کیا ہوتا ہے؟ آپ بتاؤ پورے ہندوستان میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، مولانا قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہم ان تین علماء کے مقابلے میں لایئے کوئی عالم اگر ہے لیکن ساری دنیا میں ان کا نور پھیل گیا یعنی کینیڈا امریکہ جہاں جاؤ بہشتی زیور موجود، آسٹریلیا جرمن جاپان جہاں کوئی مسلمان ہوگا بہشتی زیور اس کے گھر میں موجود ہوگی۔ آج اگر ایسے تین علماء پیدا ہوجائیں تو پورا پاکستان روشن ہوجائے۔ مجھے اس بات کا صدمہ ہے کہ جو میں چاہتا ہوں، جس کے لئے میں نے مدرسہ کھولا، آج دین کی بات سننے کے لئے میرے طالب علم تیار نہیں، دور دور سب کھڑے رہتے ہیں، کم سے کم اختر کو کچھ نہ سمجھو اتنا تو سمجھو کہ اس نے سولہ سترہ سال اللہ والوں کی خدمت کی ہے اور ان کی صحبت میں رہا ہے شاید آپ کے کان میں بزرگوں کی بات پڑجائے اور آپ کی زندگی میں انقلاب آجائے۔

اللہ تعالیٰ کے راستے میں خسارے کا اندیشہ ہی نہیں

اسی لئے عرض کرتا ہوں کہ تقویٰ سے رہو تو ان شاء اللہ تعالیٰ روزی کی آپ کو کبھی پریشانی نہیں ہوگی، قربانی کی کھالوں کے لئے کبھی آپ کو دوڑنا نہیں پڑے گا، اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ جو اللہ سے ڈر کر رہتا ہے گناہ سے بچتا ہے یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا ہر مصیبت سے اللہ اس کو نکالتا ہے وَیَرۡزُقۡہُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ اور روزی ایسی جگہ سے دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت اور تقویٰ یہ ایسی تجارت ہے، ایسا راستہ ہے جہاں خسارے کا اندیشہ ہی نہیں، سو فیصد رزق کا وعدہ ہے۔ دنیا کی جتنی تجارتیں ہیں کسی میں سو فیصد وعدہ نہیں، ان میں دونوں احتمال ہیں ہوسکتا ہے فیکٹری چلے ہوسکتا ہے بیٹھ جائے۔ تجارت کی تعریف یہی ہے اَلَّذِیۡ تَحۡتَمِلُ الضَّرَرَ وَالنَّفۡعَ جس میں نقصان کا بھی اندیشہ ہو اور نفع کا بھی اندیشہ ہو اور اگر پکا معاملہ ہے تو پھر سود ہے، جیسے کسی کو آپ نے سال بھر کے لئے ایک لاکھ روپیہ دے دیا اور کہا کہ ایک سال بعد لاکھ بھی لوں گا اور بھئی ہمیں دو ہزار روپیہ ہر مہینہ بھی دیا کرو تو یہ سود ہے۔ اگر آپ کو مضاربت کرنی ہے نفع و نقصان دونوں کی ذمہ داری لینی پڑے گی لیکن تقویٰ کا جو انعام ہے اور جو وعدہ ہے اس میں ضرر کا اندیشہ ہی نہیں۔ آپ ہمت کر کے دیکھو، کیا قرآن پاک پر آپ کا، ہمارا ایمان نہیں ہے؟ اللہ کا وعدہ ہے اگر گناہوں سے بچو گے اور تقویٰ سے رہو گے تو رزق ہم تم کو دیں گے۔ کیوں فکر کرتے ہو، تم ایک کام کرلو ہم ایک کام کرلیں۔ تم تقویٰ اختیار کرلو ہم تمہیں رزق برسادیں گے، بغیر محنت کے روزی تم پر برسادیں گے۔ اگر کوئی اللہ والا عالم صرف دین کی خدمت کرتا ہے، کچھ نہ کمائے صرف تقویٰ سے رہے تو بھی اس کے رزق کا ذمہ اللہ نے لیا ہے۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ روپے کے مقروض ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ!

میرے قرض کی ادائیگی کی کوئی صورت کر دیجئے۔شام کو مقروض ہوئے اور اگلے دن ایک رئیس جو کسی ریاست میں بڑے عہدہ پر تھے، حضرت کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔انہوں نے ۲۵ روپے ہدیہ پیش کئے، حضرت نے اس میں سے ۱۰ روپے قبول فرما کر باقی واپس کر دئے۔بعد میں فرمایا کہ میرا ارادہ ۱۰ سے بھی کم لینے کا تھا لیکن مجھے ڈر لگا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے ۱۰ روپے مانگے تھے، کم لینے میں کہیں اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہوجائیں کہ مانگتا بھی ہے اور جب ہم دیتے ہیں تو لیتا بھی نہیں۔(اشرف السوانح: ج ۳ ص ۹۸)

بغیر شیخ کے نفس کی اصلاح نہیں ہوسکتی

اب یہاں ایک نصیحت خاص کرتا ہوں کہ کسی کی اصلاح نہیں ہوسکتی جب تک اس کا شیخ نہیں ہوگا۔آپ بتاؤ کتاب پڑھ کر تیر سکتے ہو؟ کوئی ہے طالب علم جو کہہ دے کہ کتاب پڑھ کر ہم تیر لیں گے؟ جب تالاب میں یا دریا میں اترو گے تو کتاب بھی ڈوبے گی اور آپ بھی ڈوبیں گے حالانکہ ہر صفحہ پر نقشہ بنا ہوا ہے۔دوسری مثال: کیا کتاب دیکھ کر اِمرتی بنا سکتے ہو؟ اسی طرح کتاب پڑھ کر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کی بریانی نہیں پکا سکتا جب تک اللہ والوں کے ساتھ نہ رہے۔خالی ضَرَبَ یَضْرِبُ سے کیا ہوتا ہے؟ جس کو دیکھو ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا بس زید سے پٹواتے رہو عمرو کو اور خود اپنے نفس کو نہ مارو۔ ارے سب سے مبارک طالب علم وہ ہے جو اپنے نفس کو مارے، کتنا ہی حسین لڑکا ہو نگاہ اٹھا کر مت دیکھو، کتنی حسین لڑکی سامنے آجائے نظر بچاؤ، پھر دیکھو اللہ تعالیٰ کتنی حلاوت ایمانی دیتا ہے، بصارت کے بدلہ میں خدائے تعالیٰ بصیرت دیتا ہے۔علامہ ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو اپنی بصارت، آنکھ کی روشنی خدا پر قربان کرتا ہے، نامحرموں کو حسینوں کو نہیں دیکھتا اللہ اس کے دل کو روشن کر دیتا ہے۔آنکھ کی روشنی فدا کی اور دل کی روشنی عطا ہوگئی۔کیا چاہتے ہو دل کی

روشنی یا آنکھ کی؟اب میرا شعر سن لو۔

جب آ گئے وہ سامنے نابینا بن گئے
جب ہٹ گئے سامنے سے بینا بن گئے

یہ ہے بینائی کا حق۔جس اللہ نے آنکھ میں روشنی دی اس کا یہ حق ہے کہ کوئی شکل ایسی آ جائے فوراً اس سے نظر ہٹا لو۔لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ کا راستہ مشکل ہے، واللہ خدا کا راستہ مشکل نہیں ہے، ہم بد پرہیزی سے راستہ مشکل کرتے ہیں، بد پرہیزی سے مرض بڑھ جاتا ہے۔آپ بتایئے کسی شخص کو امرد پرستی کا مرض ہو اور وہ امردوں سے پیر دبوائے ،امردوں کو بیٹھا تعویذ دیتا رہے۔فوراً اٹھاؤ، اپنی بہادری مت دکھاؤ کہ ہمیں کچھ اثر نہیں ہوتا، کمزور بن کے رہو۔اس کو کہو کہ اپنے باپ کو لائے یا کسی کو لائے ،ہم نہیں جانتے ،ہم دنیائے فانی کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گے،ہمیں اللہ نے اپنے کوچہ میں رہنا نصیب فرمایا ہے۔؎

رخ بہ دنیائے دوں نمی آریم
ما مقیمان کوئے دلداریم

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا کمالِ تقویٰ

اس لئے سمجھ لو جو چیزیں ہمیں اللہ سے دور کر دیں تو ہم ساری دنیا کی اور سالکین کی خدمت سے اپنے کو الگ کر لیں گے،ہم اللہ تعالیٰ کی گلی میں رہنے والی روحوں کی طرح سے جینا چاہتے ہیں، ہم دین کی خدمت بھی نہیں کریں گے جہاں ہماری آنکھوں کو اور ایمان کو نقصان پہنچے۔دیکھو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو جو بہت حسین تھے، پڑھاتے ہوئے پیچھے بٹھلاتے تھے جب تک داڑھی نہیں آئی:

((كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ صَبِيْحًا وَّكَانَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ يُجْلِسُهٗ فِيْ دَرْسِهٖ خَلْفَ ظَهْرِهٖ مَخَافَةَ خِيَانَةِ الْعَيْنِ مَعَ كَمَالِ تَقْوَاهُ))

(ردالمحتار: کتاب الحظر والاباحة، باب النظر واللمس، جز ۲۶ ص ۳۷۴)

میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام صاحب نے جب چراغ کی روشنی میں دیکھا کہ امام محمد جو عبارت پڑھ رہا ہے اس کی داڑھی ہل رہی ہے، اتنی بڑی آگئی تب فرمایا سامنے آجاؤ۔ کسی سے نہیں شرمائے کہ دنیا کیا کہے گی؟ آج بتاؤ امام صاحب کو بے عزتی مل رہی ہے یا عزت مل رہی ہے؟ یا آپ لوگ خدانخواستہ بے عزت سمجھ رہے ہیں کہ امام صاحب میں عشق بازی اور امرد پرستی کا مرض تھا؟ حساس تھے جب تو احتیاط کرتے تھے۔ مَعَ كَمَالِ تَقْوَاهُ کمالِ تقویٰ کے باوجود احتیاط کرتے تھے۔ جلیل القدر تابعی حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اے مولویو اور اے طالب علمو! لڑکی کے ساتھ دو شیطان ہیں اور حسین لڑکوں کے ساتھ جن کے داڑھی مونچھ نہ آئی ہو دس شیطان ہیں، کتنا مقابلہ کرو گے؟

حضرت والا دامت برکاتہم کا علمی مقام

اور یہ میرے خصوصی احباب فرانس کے ہیں، میں نے اساتذہ سے کہہ رکھا ہے کہ کبھی ان کو دیر ہوجائے تو آپ انہیں مت ڈانٹیں، پہلے صرف مرید تھے اب طالب علم بھی ہیں۔ اللہ کے لئے انہوں نے علم سیکھنا شروع کیا۔ یہ ہماری خانقاہ میں اللہ کی محبت کے لئے رہ رہے ہیں کیونکہ ان کا علم درجہ ثانوی ہے۔ میرا بھی یہی حال تھا، میں نے شیخ کی خدمت اور صحبت کو زیادہ اختیار کیا۔ جب جمعرات کو شام کو مدرسہ میں چھٹی ہوجاتی تھی تو اپنا بستر، رضائی گدا سر پر رکھ کر پانچ میل ننگے پیر اپنے شیخ شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اختر جاتا تھا۔ رات گذارتا تھا، جمعہ کا پورا دن گذارتا، پھر سنیچر کی صبح آتا تھا تو میرے

اساتذہ لال پیلی نگاہیں کرتے تھے اور کہتے تھے تم ہر وقت شیخ کے پاس کیوں جاتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت! مدرسہ میرے لئے ثانوی درجہ ہے، میں تو اپنے شیخ کے پاس آیا تھا، پھر سوچا علم بھی حاصل کرلوں۔ اگر آپ مجھے شیخ سے جدائی کرائیں گے تو میں شیخ کی خاطر مدرسہ چھوڑنا منظور کروں گا۔ مجھے شیخ کے ذریعہ سے اللہ مقصود ہے، علم حاصل کرنا درجہ ثانوی رکھتا ہے لہٰذا اساتذہ خاموش ہوگئے لیکن جب انہوں نے امتحان میں عربی میں لکھنے کے لئے ایک مضمون دیا تو بخاری کے طلبہ سے میرے نمبر زیادہ آئے جب کہ میں شرح وقایہ پڑھ رہا تھا۔ میں نے ۳۵ صفحہ کا عربی میں مضمون لکھ دیا تب وہ اساتذہ چیخ اٹھے کہ بھئی شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی برکت اس کو لگی ہے۔ اللہ والوں کی خدمت کرکے دیکھو علم میں برکت خدا عطا کرتا ہے، میرے پاس دیوبند کی سند نہیں ہے، میں نے شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محبت میں گمنام مدرسہ کو تجویز کیا لیکن فاضلِ دیوبند علماء مجھ سے بیعت ہیں اور میری باتیں نوٹ کرتے ہیں۔

اس لئے عرض کرتا ہوں کہ یہ مدرسہ خدا کے لئے قائم ہوا ہے، اس کی بنیاد اس پر ہے کہ آپ صاحبِ نسبت بنیں، اللہ والے بنیں۔ میں طلباء سے کہتا ہوں کہ آپ لوگ مُلّا کم بنیں اللہ والے زیادہ بنیں۔ کیوں؟ تقویٰ ہر شخص پر فرض عین ہے، طالب علم ہو، جاہل ہو، عالم ہو، تاجر ہو ہر مسلمان پر تقویٰ فرض عین ہے اور عالم بننا، حافظ قرآن بننا فرض کفایہ ہے، کسی بستی میں ایک عالم ہو جائے سب کی طرف سے کافی ہے۔ جیسے جنازہ کی نماز فرض کفایہ ہے اگر دو آدمی نے پڑھ لیا تو سب کی طرف سے ادا ہو جائے گی۔ آپ بتاؤ فرضِ عین زیادہ ضروری ہے یا فرضِ کفایہ؟ لہٰذا جو عالم تقویٰ اختیار نہیں کررہا ہے، اللہ والا نہیں بن رہا ہے، یہ ظالم فرضِ کفایہ کے لئے فرضِ عین چھوڑ رہا ہے، یہ فرضِ کفایہ کی خاطر فرضِ عین کا تارک ہو رہا ہے۔

عربی نحو کے قانون سے صحبت کی اہمیت پر علمِ عظیم

اور تقویٰ، اہل تقویٰ کی صحبت سے ملے گا۔ دیر سویر ہوسکتی ہے، کسی کو دیر لگ سکتی ہے مگر کوئی محروم نہیں رہے گا ان شاء اللہ۔ آپ سے بہت ہی ادب سے گذارش کرتا ہوں، اس وقت آپ بڑے ہیں اور اختر آپ کو بابا نشین کہہ رہا ہے۔ ہیں برادر کشتیٔ بابا نشیں۔ اے بھائیو! بابا کی کشتی میں بیٹھ جاؤ یعنی اللہ والوں کی کشتی میں بیٹھ جاؤ۔ جو لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں بیٹھے بچ گئے۔ آج بھی جو اللہ والوں کی کشتی میں بیٹھ جائے گا اس کو ان شاء اللہ تقویٰ مل جائے گا اگرچہ گناہوں کا طوفان ہو۔ اس پر دلیل قواعد نحو سے پیش کرتا ہوں کیونکہ یہ علمائے دین اور طلبہ کرام کا مجمع ہے تو ان کی رعایت سے عربی نحو کا ایک قانون بتاتا ہوں۔ دیکھو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ہے:

((وَ كُشِفَ لَمَّا دُفِنَ بِجَنْبِهٖ بَعْضُ الْاَشْرَافِ بَعْدَ مَوْتِهٖ بِمِائَتَيْنِ وَ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً فَوُجِدَ كَفَنُهٗ صَحِيْحًا لَّمْ يَبْلَ وَ جُثَّتُهٗ لَمْ تَتَغَيَّرْ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، ج ۱ ص ۷۱)

دو سو تیس سال کے بعد امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پاس بغداد کے معزز لوگوں میں سے کسی کو دفن کیا گیا تو ان کی قبر کھل گئی، اتنا عرصہ گذرنے کے بعد بھی کفن بالکل صحیح تھا جیسے ابھی دفن کیا ہو اور جسم مبارک میں ذرا بھی تغیر نہیں تھا۔ یہ اللہ والوں کے جنازے ہیں۔ عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے۔

عربی میں عدد اور تمیز کا قاعدہ ہے کہ ۱۰۰ اور ۱۰۰۰ کے بعد عدد کی تمیز مفرد مجرور ہونی چاہئے جیسے كَانَ مِقْدَارُهٗ اَلْفَ سَنَةٍ۔ ایک ہزار کے بعد جمع سَنَوَاتٍ نہیں آیا، اللہ پاک نے مفرد سَنَةٍ نازل فرمایا اور گیارہ سے

لے کر ۹۹ تک عدد کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے جیسے اَحَدَ عَشَرَ کَوْ کَبًا۔تو مِائَتَیْنِ کے قاعدہ سے سَنَۃٍ (مفرد مجرور) ہوتا اور ثَلَاثِیْنَ کے قاعدہ سے سَنَۃً (مفرد منصوب) ہونا چاہئے تھا مگر یہاں ثَلَاثِیْنَ نے عمل کیا یعنی سَنَۃً کو مفرد منصوب کر دیا کیونکہ عدد کا قریبی عامل ثَلَاثِیْنَ تھا، مِائَتَیْنِ دور تھا۔ تو یہ کیا بات ہے کہ دوسو تو ہار گئے اور تیس جیت گیا؟ اس سے ایک مسئلہ تصوف کا اللہ تعالیٰ نے اختر کے دل میں ڈالا کہ اگر آپ کا قریبی دوست کوئی اللہ والا شیخ ہے اور اس کا ساتھ آپ کو نصیب ہے تو ساری دنیا میں گمراہی کی دوسو نہیں دو لاکھ طاقتیں بھی ہوں، آپ اس سے محفوظ رہیں گے، اس کا عمل آپ پر نہیں ہوگا وہی ثَلَاثِیْنَ والا ہوگا، یعنی جو آپ کا قریبی عامل، شیخ اللہ والا ہے اسی کی برکت سے آپ اللہ والے رہیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جب بندہ اللہ کو خوش کرنا چاہتا ہے تو نفس اس کو اپنے چنگل میں لینا چاہتا ہے۔ جیسے ایک آدمی جنگل میں ہرن کے شکار کے لئے نکلتا ہے اور اس کو ناز ہے کہ اس کا تیر کا نشانہ ہرن کو لگے گا۔ اچانک جھاڑی سے ایک جنگلی سور نکلا اور اس نے ہرن کے شکاری کو منہ میں لے کر چبانا شروع کر دیا۔ شکاری اپنے دل میں سوچتا ہے کہ اے خدا! مجھ کو ناز تھا کہ میں ہرن کو ماروں گا، ہرن کا شکار کروں گا مگر ایک جنگلی سور خود مجھے شکار کئے ہوئے ہے۔

اسی طرح جب بندہ اللہ تعالیٰ کے حصول کے لئے نکلتا ہے کہ میرا مالک مجھ سے راضی اور خوش ہو جائے اور میں اللہ والا بن جاؤں تو نفس کا جنگلی سور اس کو اپنے منہ میں دبا کر مغلوب کر دیتا ہے اور کسی گناہ میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اس جنگلی سور سے بچنے کے لئے پیر کی ضرورت ہوتی ہے اور صحبت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر کسی کے پھیپھڑوں میں کینسر ہو اور ڈاکٹر کہے کہ تم کو ایک سال مری پہاڑ پر رہنا پڑے گا تو اگر وہ چھ ماہ بعد بھاگ آئے تو ڈاکٹر کہے گا کہ اب تم جانو اور تمہارا

کام جانے۔ تو جب آدمی کو کچھ دن مسلسل اچھی صحبت ملتی ہے، کسی اللہ والے کے پاس آنا جانا رہتا ہے تو آہستہ آہستہ گناہوں سے بچنے کی توفیق ہونے لگتی ہے۔

ظاہری صفائی پر اہم نصیحت

اور یہ عرض کرتا ہوں کہ جب آپ بیت الخلاء، لیٹرین استعمال کریں تو وہاں کوئی نعرہ وغیرہ مت لکھیں، یہ وقف کا مدرسہ ہے، اللہ کا مدرسہ ہے، اللہ کی عظمت کے خلاف ہے کہ آپ اس کی دیواروں کو خراب کریں یا آپ اس کے دروازوں کو خراب کریں۔ قیامت کے دن آپ کو دوزخ میں لے جانے کے لئے یہی عمل کافی ہے۔ یہ میرا مدرسہ نہیں ہے، میرے باپ کا نہیں ہے جو آپ نے دروازے کو خراب کیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے دین کا مدرسہ ہے، اللہ تعالیٰ کی عظمت کا لحاظ کرو، وقف کی جو عمارت ہوتی ہے وہ خدائے تعالیٰ کی ہوتی ہے لَا یُمۡلِکُ وَلَا یُمۡلَکُ نہ کوئی مالک ہوسکتا ہے نہ اس کو بیچا جاسکتا ہے لہٰذا جن لوگوں نے نعرے لکھے ہیں، اگر توبہ نہ کی تو قیامت کے دن دوزخ کے لئے یہی کافی ہے۔ میں اپنے طلبہ سے کہتا ہوں یہاں اللہ والے بن کر رہو، لیٹرین میں خدا تم کو دیکھتا ہے اگرچہ مہتمم نہیں دیکھتا۔ میں اگر دیکھتا تو اچھی طرح اس کو دیکھتا جس نے یہ لکھا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ مجھ کو پتا نہیں چلتا کہ کس نے لکھا لیکن خدا تو دیکھ رہا ہے، آپ اللہ کے خوف سے اس بری عادت کو چھوڑ دیں۔ پھر جو لکھا ہے اس میں حق کا لفظ آرہا ہے۔ آپ بتاؤ قرآن شریف میں حق کس کا نام ہے؟ اللہ کا نام ہے یا نہیں؟ تو تم خدا کے نام کو پاخانہ میں لکھ رہے ہو؟ میرے شیخ جب تلاوت کرتے تھے اور دیہاتیوں کے بیلوں کا گوبر کا مرکز جو کسان لوگ کھاد کے لئے رکھتے ہیں، وہ جب آتا تھا تو تلاوت روک دیتے تھے اور ناک پر انگلی رکھ لیتے تھے اور مجھ سے فرماتے تھے کہ جہاں کہیں بدبودار جگہ ہو اس جگہ اللہ کا

نام لینا خوفِ کفر ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس نے بدبودار مقام پر اللہ کا نام لیا اس کا خاتمہ کفر پر ہوگا۔ توتم کافر ہوکر مرنا چاہتے ہو؟ بتاؤ یہ کیسی سیاست ہے؟ یہ تم نے کہاں سے سیکھا ہے؟ یہ سیاست بالکل حرام ہے۔ دعا کرو اللہ تعالیٰ ہم سب کو نسبتِ اولیاء عطا فرمائے، سچ کہتا ہوں جس دن خدائے تعالیٰ نسبت اولیاء عطا فرمائے گا، میں اکابر کی تحقیقات پر قسم اٹھا سکتا ہوں کہ اس کا سجدہ ایسا ہوگا کہ سلاطین کے تخت و تاج اس کی نگاہوں سے گر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ جلال الدین رومی کی قبر کو نور سے بھر دے، فرماتے ہیں ؎

لیکِ ذوقِ سجدۂ پیشِ خدا
خوشتر آید از دو صد ملکت ترا

اے دنیا والو! ایک سجدہ کا مزہ اگر خدا کے حضور میں تمہیں مل جائے، کیسا سجدہ؟ اولیاء اللہ والا سجدہ۔ تو دوسو سلطنت سے تم کو زیادہ مزہ ایک سجدہ میں آئے گا۔

